ملفوظات
اعلیحضرت بریلوی رح

حصّہ دوم

مدینہ پبلشنگ کمپنی مشہور محل میکلوڈ روڈ۔ کراچی

مسلمانانِ عالم کے لئے ایک اعلیٰ ترین اسلامی دستور العمل

یعنی

ملفوظات حضور پُر نور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

مؤلفہ و مرتبہ

فاضل نوجوان عالیجناب مولانا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب

قادری نوری سلمہٗ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی

مشہور محل میکلوڈ روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مؤلف - حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں مریدین و معتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ منظر الاسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے حضور نے دریافت فرمایا کیا کتاب ہے عرض کیا حضور اعمال تسخیر ہیں ہے ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد - میرے پاس ان عملیات کے ذخائر بھرے ہیں لیکن بحمد اللہ آجتک کبھی اس طرف خیال بھی نہ کیا ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا میری تو تمام مشکلات انھیں سے حل ہوتی رہتی ہیں - دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکایک جانا ہوگیا - اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا - پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی اُس وقت مجھے تیئسواں سال تھا - واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا اس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لئے تھے - حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا - یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس حدیث میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا - پھر قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی مَنْ یَّتَأَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی - الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے

۶ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی ماں کی محبت، وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی۔ مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا اُن کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں یوں خود ادا کرنے پر مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آگیا لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا۔ طبیعت سخت پریشان رہی ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لئے زیادہ بیچین ہوا۔ بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جاکر بمبئی تک سکنڈ کلاس رزرو کرالیں کہ نمازوں کا آرام رہے انھوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اُس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے۔ اُنھوں نے کہا اسی شب کے دس بجے والی سے وہ بولا یہ گاڑی نہیں مل سکتی اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیتے بیچارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک ٹکٹ کلکٹر جو قریب رہتا تھا مل گیا اس نے کہا تم گھبراؤ مت میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جاکر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے میں آپ سے کہنا بھول گیا اُس نے ایک سو تریسٹھ روپے پانچ آنے لیکر سکنڈ کلاس کا کمرہ رزرو کردیا عشا کی نماز سے اول وقت فارغ ہو لیا شکرم بھی آگئی صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام۔ آخر کار اندر مکان میں گیا۔ دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں۔ میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھدیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دیدیجئے۔ پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا کہ خدا حافظ یہ انھیں دعاؤں کا اثر تھا میں الٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا بعد واپسی کے معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا انھوں

۱؎ بے اجازت والدین حج نفل جائز نہیں

نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا۔ چلتے وقت جس لگن میں
میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے
بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا۔ وہاں سب نے یہ خیال کیا
کہ شاید حسن میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں اس واسطے
کہ ان کا سال آئندہ میں ارادہ تھا میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا۔ غرض دن کے دن تک سب
کو تذبذب رہا۔ ادھر مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہو گئی کہ آگرہ پر میل نکل گیا اور ہماری
گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری
گاڑی کاٹ کر کیوں جدا کر دی کہا میل رزرو نہ تھا۔ آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا۔ یہاں تک کہ
وہ دن آ گیا جس روز جہاز بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت
تک نہ پہنچ سکا۔ اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو
جائیں گے اور میں رہ گیا اب جانا کیونکر ہوگا یہ دن پنجشنبہ کا ہے تار آ چکا تھا کہ پنجشنبہ کو
بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں۔ گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ
کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا اسٹیشن پر دیکھا بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ
گاڑیاں لئے موجود ہیں سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا یہ تھا شہر کو
نہ چلئے سیدھے قرنطینہ چلئے ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں، میں شکر الٰہی
بجا لایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا۔ یہ حدیث کی انہیں دعاؤں کی برکت
تھی کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی۔ میں نے واقعہ پوچھا وہاں کے لوگوں نے کہا عجب ہے
اور سخت عجب ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پنجشنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو
بھپارا دیا کہ دفعۃً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا باقی کا بھپارا کل ہوگا۔ یوں
تمہارے لوگ باقی رہ گئے۔ اب ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم
ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے مجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا
اور وہ بھی تیسرے درجے کا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں
کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہوں گا تلاش

کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنھیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بہیڑی کے ساکن مل گئے جنھوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا۔ ہمر کار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا ان سے تبدیل میں مالی نقصان نہ ہو بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپئے داخل کر کے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرا لیا جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لئے کہ میں مؤامرہ ہندسیہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے جب میں فارغ ہوا تو ان سے پوچھا اس وقت بتائیے کہ سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی جس کو انہوں نے بھی تسلیم کر لیا۔ جب کامران آیا قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا اللہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دنوں بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اٹھاتے بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے یہاں میں نے سنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا۔ ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کے آدمی ہوں گے میں نے کہا دس بارہ ان سب کو بھی اجازت دی اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے جہاز اور کامراں میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیانات کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شان حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم۔ ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شانِ اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی میں سمجھا کہ وہابی ہے دریافت کئے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے اس روز میں نے روئے سخن ردِ وہابیہ و گنگوہی کی طرف پھیرا جبراً قہراً استماع رہا مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔ اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے دفعتہً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوا میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا۔ دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا۔ باہر نرکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں سلمہٗ کو اندیشہ ہوا اور عزم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے۔ اگر انھیں اطلاع ہوئی ہمارا نہ کہنا اخفا میں ٹھہریگا میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعتہً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہو گیا تھا سامنے سے تشریف لائے ان کی تشریف آوری فال حسن تھی میں نے ان سے بھی دعا کو کہا انھوں نے بھی دعا فرمائی۔ مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا۔ حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود بھلا ایسی حالت میں کس طرح گزر ہو زنانی سواریاں ساتھ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا نہ ہوا یہاں

تک کہ دوپہر قریب ہوگیا دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں
اور سب لوگ نہایت پریشان جب بہت دیر ہوگئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں
نے مجھ سے آکر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے میں
نے کہا تمہیں جلدی ہے تو جاؤ تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو زنانی سواریوں کو نہیں لیجاؤں گا اب
کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا مجبوراً خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو
اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ
یہ فرمایا یا شیخ مالی اراک حزینا کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا
ہوں میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ
کثیر ہجوم ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہوگئے فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں
کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر اُن
عربی صاحب کے پیچھے ہولئے ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر
شخص کا شانہ نہیں لگا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب
ہوگئے۔ جدہ پہنچتے ہی مجھے بخار آگیا اور میری عادت ہے بخار میں سردی بہت معلوم
ہوتی ہے۔ محافات لیلم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا اس سردی میں رزائی
گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ
تعالیٰ رزائی گردن سے اصلا نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جدہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر تھے
آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی بخار میں کیا حالت ہوگی۔ سرکار
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک
عود نہ کیا جب بفضلہ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہولئے تیرھویں تاریخ بخار نے
عود کیا۔ میں نے کہا اب آیا کیجئے۔ ہمارا کام رب العزت نے پورا کر دیا۔ بعد فراغ مناسک
کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا۔ پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خاں ساتھ تھے
محافظ کتب حرم ایک وجیہ وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل تھے یہ پہلا دن ان کی زیارت
کا تھا یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جن کا

سبب میرا فتویٰ مسمیٰ بہ فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین تھا کہ سات برس پہلے سنہ ۱۳۱۶ھ میں رو ندوہ کے لئے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمان دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انھوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ درجے کے کلمات دعا و ثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی سنہ ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا اُس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی مولانا نے فرمایا یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا میں نے کہا خلاف مذہب ہے مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے میں نے کہا ممکن کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتوے ہرگز نہ ہوگا وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گزارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو ان ہی سے ہو رہی تھی لہٰذا ان سے پوچھا اُنھوں نے میرا نام لیا نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمداللہ تعالیٰ وداد نے کامل ترقی کی اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان ادپر ہو چکا ہے وہ حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ

کی خدمت میں پیش ہوا ہے میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا حضرت مولٰنا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اسے آیات واحادیث واقوالِ ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں اُن کا رد کیا اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا مونھ دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی چپکے اُٹھے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ھوالاول والاٰخر والظّاھِرُ والباطن وھو بکل شیٔ علیمٌ لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکتا میں حمد الٰہی بجا لایا اور فرودگاہ پر واپس آیا مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا ——

۲۵۔ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور انکے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفٰے اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید

مصطفےٰ سے گزارش کی کہ قلم دوات دیجئے حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسمٰعیل و مولٰنا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ جیشوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہیئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے اس کا شہر مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطبا کبیر العلما مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لیکر حاضر ہوا رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے حضرت شیخ الخطبا نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو میں نے قبول کیا رخصت ہونے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باآں فضل و کمال و باآں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف

سے آتا ہوں کہ مولٰنا سید عبد الحی ابن مولانا سید عبد الکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ و دینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) انکا خادم پیام لایا کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت لکھنا ہے۔ عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوں گا۔ فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تبریز ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لئے ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرت ہوتے رہے یہاں تک ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہو جاتی ہے میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد عشا فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرادی الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ اس کا تاریخی نام اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لیکر تشریف لے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت مولٰنا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد فقیہ کہلاتا۔ دوسرا عبد الرحمٰن اسکوبی اُنھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں۔ کتاب

پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا الشیخ صالح کمال نے جواب دیا۔ آگے بڑھے اُنہوں نے
پھر ایک مہمل اعتراض کیا۔ حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجئے پوری
کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے آپ کے شکوک کا جواب
کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف
موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے اُنہیں الجھانا مقصود تھا
پھر معترض ہوئے اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم
ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بجا بیجا اُلجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا
جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں شریف نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے اب ان کی
ہاں کو کون نا کر سکتا تھا۔ معترضوں کا مونھ مارا گیا اور مولٰنا کتاب سناتے رہے اس
کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے باآواز بلند فرمایا اللّٰہ یعطی وھؤلاء یمنعون
یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ
وہابیہ منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی اب دربار
برخاست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا یہاں

وہابیہ کی مکہ معظمہ میں خواری و ذلت و رسوائی

نشانی رکھدو کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب
آج تک انھیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے
لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی بفضلہ تعالٰے
سب لوہے ٹھنڈے ہوگئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ
اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمھارا کفر و شرک تمھیں پر پلٹا
وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ مولا عزوجل
کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر تقریظیں
لکھنی شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح
فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ

ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھا چاہتے ہیں کتاب ہمیں
منگوا دیجئے وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے
مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور انہی
زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا
عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولےٰ عزوجل کی رحمت
ہیں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولانا اسمٰعیل کو اللہ عزوجل جنات
عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس
کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائیگی
جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیجدو میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر
منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے
آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں۔
مولانا ابوالخیر کو انھوں نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے
کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی وللہ الحمد جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولٰنا
شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالےٰ اُن کا مونھ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم
کہلاتا اُسے کسی طرح اپنے موافق کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ
تھے آدمی ناخواندہ مگر دین دار ہر روز بعد نماز عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی
علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے
بھڑک جائے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان
سے گزارش کی کہ ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ
دئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں
سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک مکیوں کے عقیدے بگاڑے۔ لہٰذا مجبورانہ اس
کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ
صالح کمال و مولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی

ش دو وہابیہ کے داؤں کا گر جانا اور علمائے مکہ کو [illegible]

وہابیوں کا دوسرا مکر

بات جواس سے مجبورانہ کہی اس پر الٹی پڑی پاشانے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الکلب اذا کان ھُوَالاَعْ معه فهو یفسد اَم یُصلح اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالیگا یا اصلاح کریگا اُس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے ناھب الحرم کہتے اور احمد فگیہ کو احمق سفیدہ اور ایک ور مخالف کو مغصوم مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کارروائی جاری کی اکابر نے جو عالی شان تقریظات اس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا اُدھر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو کہا ہاں مولانا نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھیں میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھی صاحب اور ان کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افترا ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں فرمایا تمھاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے انبیٹھی نے کہا حضرت کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی فرمایا ہوتی ہے مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے حضرت مولانا شیخ

صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا اور انہوں نے بعینہ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیجا یا وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے برصحیح

له صاحب الفضیلة والاخلاق والمحبة الجمیلة حضرة السید اسمٰعیل افندی حافظ الکتب حضر عندنا قبل تاریخه رجل من اهل الهند یقال له خلیل احمد مع بعض علماء الهند المجاورین بمکة یستعطف خاطرنا علیه لانه قد بلغه انی شدید الغیظ علیه وانا لا اعرفه شخصا فقال یا سیدی بلغنی انکم واجدون علی و ذلك بسبب انی ذکرت ما وقع منه فی البراهین القاطعة للذی حضرة الامیر حفظه الله فقلت له لعلك خلیل احمد الانبیٹهی فقال نعم فقلت له ویحك کیف تقول فی البراهین القاطعة تلك المقالات الشنیعة وتجوز الکذب علی الله جل جلاله کیف لا اغتاظ علیك ولقد کتبت علیها بانك رجل زندیق وکیف تعتذر و تنکر وهی فی طبعة

(ترجمہ خط) بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علماء ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اوپر اس لئے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اس پر پس کہا اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں یہ آنا اس کا اس سبب سے تھا کہ جو کچھ اس سے براہین قاطعہ میں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظہ سے ذکر کر دیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے کہا ہاں میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کیونکر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ جل جلالہٗ پر کیونکر نہ ناراض ہوں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھ کو ان کی برابر زندیق اور کس طرح تو عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ براہین قاطعہ چھپ کر تیری

ف: انبیٹھی کے بارے میں مولانا صالح کمال کا ایک نامی نامہ

کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا میں نے سنا کہ رات ہی میں بھاگ گیا میں نے کہا مولانا آپ نے بھگا دیا۔ فرمایا میں نے۔ میں نے کہا ہاں آپ نے۔ فرمایا یہ کیونکر۔ میں نے عرض کیا جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی آپ نے کیا فرمایا۔ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے میں نے کہا اسی نے اُسے بھگایا آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا واللہ یہ مجھ سے

(بقیہ صفحہ ۱۵) وشاعت عنك فقال یا سیدی ھی لی ولکن لیس فیہا تجویز الکذب علی اللہ ولان کان فیہا فانا تائب وراجع عما فیہا مما یخالف اھل السنۃ والجماعۃ فقلت لہ ان اللہ یحب التائبین والبراھین موجودۃ وساخرج لک منہا ھذا الذی انکرتہ وتجاسرتہ بہ علی اللہ جل شانہ فصار ینتصل ویتعذر ویقول انکان فھو مکذوب علی وانا رجل مسلم موحد من اھل السنۃ والجماعۃ ما قلت فیہا ھذا ولا غیرہ مما یخالف مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فتعجبت منہ کیف ینکر ما ھو مطبوع فی رسالتہ البراھین القاطعۃ المطبوعۃ بلسان الھند وظھر لی انہ انما

(ترجمہ) جانب سے شائع ہو چکی ہے پس کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے اس میں تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالف مذہب اہل سنت والجماعت ہے اس سے رجوع کرتا ہوں پس میں نے کہا بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور جرأت کی تو نے اللہ جل شانہ پر تو عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے اور میں مسلمان موحد سنی ہوں میں نے نہ اس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالف مذہب اہل سنت ہے مجھے تعجب ہوا کیونکر انکار کرتا ہے اس بات کا جو چھاپی جا چکی ہے اس کے رسالہ براہین قاطعہ میں کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل

رہ گئی میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا زمانہ قیام میں علماء عظام مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا۔ مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ القادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انھوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا کہ مجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گزارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اُس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی نہایت شیریں و سرد اور خوش ذائقہ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء محمد سعید بابصیل اور مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم سنہ ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک

(بقیہ صفحہ ۱) قال ذلک تقیۃ کانھم مثل الرافضۃ یرون التقیۃ واجبۃ واردت ان احضرھا واحضر من یفھم ذلک اللسان لاقرر کما فیھا واستبتیہ لکنہ فی ثانی یوم من مجیئہ عندنا ھرب الی جدۃ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ احببنا اعلامکم بذلک ودمتم محمد صالح کمال
۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

کھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہو تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ کہ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ ہم نے دوست رکھا خبر دار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔ محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

مسلسل رہی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا آخر محرم میں کہ طبیعت بہت روبہ صحت ہو گئی تھی ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا اُن دو روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں۔ میں نے ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ بھیجے ؎

ھذان یومان ما فزنا بطلعتکم	ولو قدرنا جعلنا رأسنا قدما
قالوا لقاء خلیل للعلیل شفا	الا تحبون ان تبرؤا النا سقما
عودتمونا طلوع الشمس کل ضحے	وھل سمعتم کریما یقطع الکرما

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حامل رقعہ نے دیکھی فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے۔ نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالےٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے جو فقیر سے ملنے آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ

(ترجمہ اشعار) ۱؎ یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر سے آتے ۲؎ لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفا نہیں چاہتے۔ ۳؎ آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا ہے کہ کرم قطع کرے ۱۲

کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے اپنے منصب کی جلالت قدر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں مولٰنا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرۂ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور فرمایا واللہ یہ نہ ہوگا تمام علما ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے میں ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نبی شان سے تھا اس کا ذریعہ یہ ہو کہ انھیں دنوں ہیں مولٰنا عبد اللہ مرداد و مولانا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا جس میں بارہ سوال تھے اور میں بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراہم تصنیف کیا تھا وہ تبلیغ کے لئے حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفٰے برادر خورد مولانا سید اسمٰعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولٰنا جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم گردن علما میں امانت ہے مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں ایک دن کتب خانہ میں جاتا اور ایک شاندار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ کفل الفقیہ مطالعہ کر رہے ہیں جب اس مقام پر پہنچے جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے کو بیچے تو جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے این جمال بن عبد اللہ من ھذا النص الصریح حضرت جمال بن عبد اللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لئے کتابیں نکلوائیں ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا اس وقت تک نہ انھوں نے مجھے

جاتا ہے نہ میں نے ان کو اٹھنے میں انھوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھدی جسے
نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے میں نے ان پر نہ اعتراض کیا بلکہ کتاب
کی تعظیم کے لئے اتار کر نیچے رکھدی اُنھوں نے پھر اٹھا کر کتاب پر رکھدی اور کہا
بحرالرائق کتاب الکراہیۃ میں اس کے جواز کی تصریح ہے میں نے ان سے یہ تو نہ کہا
کہ بحرالرائق کتاب الکراہیۃ تک کب پہنچی وہ کتاب القضا ہی میں ختم ہوگئی۔ ہاں یہ کہا
کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا
سے اڑے نہیں۔ کہا میں لکھنا ہی تو چاہتا ہوں میں نے کہا ابھی لکھتے تو نہیں ہو
وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسمٰعیل سے مجھے پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ یہ ہی
اس رسالہ کا مصنف ہے اب ملے مگر خجلت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اُٹھ گئے
حضرت سید اسمٰعیل نے فرمایا سبحٰن اللہ یہ کیسا واقعہ ہوا یہ چہارم صفر سنہ ۱۳۲۴ھ تھی
اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید دورہ بخار کا رہ چکا تھا۔ دو بار مسہل ہوئے
ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا۔ دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان
آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زمزم شریف میں ملا کر پی لو۔
اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمداللہ تعالیٰ بہت نفع
ہوا۔ اور انھوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زمزم شریف
کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے میری عادت ہے کہ باسی پانی نہیں پیتا اور اگر
پیوں تو باآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی
مرحوم نے میرے یہاں باسی پانی کو منع کر دیا تھا۔ جب سے معمول ہے کہ رات کے
گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا۔
نہ کبھی نہار منہ پانی پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں
جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں اُس سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف
کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا اور نفع ہی
گیا زور قیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھیں بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ

کھلی کلی کر کے زمزم شریف پی لی وضو سے پہلے پیتا وضو کے بعد پیتا بارہ بارہ زورقیں ایک دن رات میں صرف میرے صرف میں آتیں۔ پورے تین مہینے کے قیام مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولٰینا سید اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ نصیب فرمائے میری واپسی حج کے چند سال بعد جب سنہ ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے ٹنک یعنی پیپے بھیجا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انھیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا اسی حالت میں علماء کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں بالاخانوں میں زمین پر فرش ہیں اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسمٰعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا ایام مرض ہی میں اسی پر ہوتا اور علماء عظام عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے میں اس سے نادم ہوتا ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا یہ علماء مانع ہوئے اول تو یہ فرمایا کہ حالت تو تمہاری یہ ہے اور سفر طویل۔ میں نے عرض کی اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا۔ معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں انھوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا میں نے حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی پڑھی فرمایا تم ایک بار تو زیارت کر چکے ہو۔ میں نے کہا میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار تک پہنچ لوں روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اسی وقت دم نکل جائے حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو

اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے باآں فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں انکے پلے کا دوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھدیا تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پہ ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال وکبیدگی اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی۔ مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا ایک بار کہا کہ مؤذنوں نے یہ جو اذان واقامت وتکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کئے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبّر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع وسجود وغیرہ افعال نماز کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی فرمایا حکم یہی ہے مگر ان پر علماء کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں۔ ایک جمعہ میں میں خطیب کے قریب تھا اس نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیک الاطائب حمزۃ والعباس وابی طالب یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی اور یہ بداہتہ جانب حکومت سے تھی اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے باآواز بلند نکلا اللّٰھم ھذا منکر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من رای منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجا لایا اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا رأیت تم نے دیکھا میں نے کہا رأیت ہاں دیکھا کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علما نے ہماری مجلس میں اس کی مبارکباد دی کہ اس رد منکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور میں

کہ جانب حکومت سے ہمیں سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعۂ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے جناب سید مصطفےٰ خلیل برادر حضرت سید اسمٰعیل سے کہا ھل عند کم شیٔ من ھزمۃ جبریل آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے سید زادے نے فرمایا نعم اور کٹورے میں زمزم شریف لائے میں اُسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا۔ آنکھیں نیچی تھیں جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مودب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انھیں دیا یہ حال ان معظم و معزز بزرگان خدا کے ادب واجلال کا تھا بایں ہمہ شدت مرض وشوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جلسہ میں نے کہا کہ روضہ انور پر ایک نگاہ پڑجائے پھر دم نکل جائے دونوں علماء کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہوگیا اور حضرت مولٰنا شیخ صالح کمال نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ تعود ثم تعود ثم تعود ثم یکون تو روضۂ انور پر اب حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو مولیٰ تعالےٰ ان کی دعا قبول فرمائے ان کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی میں اس زمانہ میں بشدت درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اُسے بہت امتداد و اشتداد ہوا تھا ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں عرض کی یارسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے الحمدللہ

یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں کہ پیرو مرشد کے سبب انہیں حاصل ہوئیں ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی میں شدت مرض سے تنگ آچکا تھا زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا ابھی باون برس مدینہ شریف میں واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ میں ہوئی ہے اس وقت مجھے باون واں ہی سال تھا یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی۔ یہ چودہ برس کی پیش گوئی حضرت نے فرمائی اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے ابھی چند سال ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا۔ روزہ نہ چھوڑنا ویسا ہی ہوا اور ہر چند طبیب وغیرہ نے کہا میں نے بحمد اللہ تعالیٰ روزہ نہ چھوڑا اور اسی کی برکت نے بفضلہ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے صُوْمُوْا تَصِحُّوْا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے وہ حضرات علماء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زائد ہو حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا یہاں کی شدت گرمی تمہارے لئے باعث تپ ہے طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پر فضا ہے چلئے گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گزارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو ہنسکر فرمایا میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد و شد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں میں نے کہا وہ کنیز بارگاہ الٰہی جسے میں اس کے

دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کرے گیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں فرمایا ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے قیام کا سامان ہوجاتا اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالاخانے پر تھا چالیس زینے کا تھا اُس سے اترنا اور چڑھنا نا مقدور تھا مسجد الحرام شریف میں کوئی ناآشنا بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا اُنھوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا دس بجے دیکھے نہ بخار رہا نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کے ساتھ پیش آیا نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے سے پڑھنا تینوں مصلوں پر نماز پہلے ہوجاتی ہے اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے اس کے بعد نماز حنفی ہوتی اس کے بعد باقی تینوں مصلوں پر وہ لوگ اپنے لئے اسے بہت تاخیر سمجھتے آخر کوششیں کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالی عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتوی دیا مگر اصح واحوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علے قول الامام میں ہے

اذا قال الامام فصدقوه فان القول ما قال الامام

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی میں اس بار جماعت عصر میں بہ نیت نفل شریک

ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد ہیں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت
مولانا سید اسمٰعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات
امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے پہلے شیخ عمر صبحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید
عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے بالا خانے کے در وسطانی
پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی
کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے اس طرف کے بیٹھنے والوں
پر گرتے جب علالت میں میرے لئے پلنگ لایا گیا۔ وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا
کہ تشریف لانے والوں کے لئے جگہ وسیع رہے اس وقت سے کبوتروں نے وہ
طاق چھوڑ کر دروازۂ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا اب جو وہاں بیٹھتے ان
پر تنکے گرتے حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں
میں نے عرض کی صالحناهم وصالحونا ہم نے ان سے صلح کی تو انھوں نے بھی
ہم سے صلح کی اس پر بعض علماء حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں
ہم نے ان سے کون سی جنگ کی ہے میں نے کہا میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں
آکر بیٹھتے ہیں انہیں اڑاتے ہیں کنکریاں مارتے ہیں۔ سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی
ہیں یہ خوف سے تھر تھرا کر رہ جاتے ہیں یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ
حرم محترم کے وحشی ہیں انھیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے۔ پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھا ہو
آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے ان عالم نے فرمایا یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں
اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں میں نے کہا کیا یہ ابتداءً
بالایذا کرتے ہیں کہا ہاں میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں
چیل کوے فاسق ہیں وہ ساکت ہو گئے شریعت میں وہ جانور فاسق ہے جو بغیر
اپنے نفع کے بالقصد ابتداءً ایذا پہنچائے ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے
جیسے چیل کوا بندر چوہا۔ چیل کوے زیور اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ بندر کپڑے
پھاڑ ڈالتے ہیں چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براہ شرارت

ایذا دیتے ہیں لہذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے اگرچہ مرغی پکڑتی کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لئے نہ تمہاری ایذا کے لئے کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گرینگی نہ یہ کہ جمنی پر کنکری مارنا انھیں مقصود ہو اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں اگر اسی وقت منضبط کر لیے جاتے محفوظ رہتے مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو احساس بھی نہ تھا جب اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں اس میں نہایا باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینھ برستے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے۔ فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لیکر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا پھر بخار عود کر آیا مولٰنا سید اسمٰعیل نے فرمایا کہ ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ یہ طواف بحمدہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی اور اس سے بھی زیادہ لطف کا طواف بفضلہ عزوجل گیارھویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا طواف زیارت کے لئے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے عام حجاج دسویں ہی کو منیٰ سے مکہ معظمہ جاتے ہیں میرے ساتھ مستورات تھیں اور خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا گیارھویں کو بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات، روانہ ہوا حرم شریف میں نماز عصر ادا کی آج تمام حجاج منیٰ میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا ایک عربی صاحب کو جنھیں پہچانتا نہیں مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے انہیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسہ سنگ اقدس ہوئیں والحمد للہ وتقبل اللہ بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لیکر یہ دعا عرض کرنی شروع کی یا واجد یا ماجد لا تزل عنی نعمۃ انعمتہا علی اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی

فنا کیا جس نے نفیس دعا

کہ آزادی اور یکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آ کر کھڑے ہوئے اور باآواز چلا کر رونا شروع کیا ان کے چلانے سے کچھ طبیعت بٹی پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے اس تصور سے پھر اطمینان ہو گیا مغرب پڑھ کر منا کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں ان سے سند لیکر علو حاصل کروں مگر بفضلہ تعالیٰ تمام علما سے میری ہی سند عالی تھی یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہان کا مرجع و ملجا ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفر داں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبد الرحمٰن دہان حضرت مولانا احمد دہان مکی کے چھوٹے صاحبزادے ہیں نام سن کر اس لئے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند لے چکے تھے میں نے مولانا عبد الرحمٰن کو بلایا وہ تشریف لائے کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو ان کے پاس ناقص تھا فقیر سے اس کی تکمیل ہو گئی اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ میں واقع ہوا۔ وہاں بھی ایک صاحب عبد الرحمٰن نام ہی کے ملے یہ عبد الرحمٰن دہان عربی مکی ہیں۔ اور وہ عبد الرحمٰن آفندی ترکی شامی کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے ہجوم حضرات اہل علم و معززین کے سبب انھیں بات کا موقع نہ ملتا۔ ایک دن میں نے ان سے غرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا۔ دوسرے دن ان کے لئے وقت نکالا۔ کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا یہاں نہ میرا اب زیادہ قیام ہے نہ تیرا میں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان میں آؤں گا وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبد القادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق و تکسیر سیکھے انھیں کے لئے میں نے اپنا رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر زبان عربی میں املا کیا یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے

ف: اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علوم عربیہ کی تحصیل کے لئے بعض علماء عرب کا ہندوستان آنا۔

اور اسی لکھنے میں اُسے سمجھتے جاتے علم جفر میں اتنی دستگاہ ہو گئی تھی کہ پانچ سوالوں
میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لئے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا
سوال پہلے کر لیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر
کرکے آئے ہیں اگر چند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکالنے لگتے میں نے جو
جداول کثیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لئے اپنی طبعزاد ایجاد کی تھیں رخصت کے وقت
انھیں نذر کر دیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کر لیا تھا جس کی وجہ سے سوالوں کی
کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی
بیگم بیمار ہوئی جن کا مذہب سنی نہ تھا انھوں نے میرے آقازادے حضرت سیدنا
شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ سے سوال کرایا جواب نکلا،
سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا حکم یہ ہے کہ جو جواب نکلے بلا رورعایت
صاف کہدیا جائے میں نے یہی لکھ بھیجا۔ یہ منظور نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا اب حضرت
ہی کے ذریعہ سے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہو گی اپنے شہر میں یا نینی تال
پر کہ اس وقت تبدیل آب و ہوا کے لئے مریضہ کا وہیں قیام تھا یہ سوال ۸ شوال مکرم ۱۳۲۸ھ
کو ہوا جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہو گی اور کہاں ہو گی اسکے جواب میں میں نے
ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد دو کا ہندسہ
اور آگے لفظ خویش لکھدیا وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمے کو حل کریں اُنھوں
نے حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا اور قاف سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا حالانکہ اس
حرف سے شہر مراد تھا اور قاف سے قریب اور دوسے حرف ب کہ اول لفظ بیت
ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہو گی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت
خویش دوسری جگہ میں، ایسا ہی واقع ہوا تو ۷ محرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں
موت واقع ہوئی جب اس جواب کا شہرہ ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خط
ذیقعدہ ہی سے آنے لگے کہ تم نے موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی میں نے کہا
بھائیو اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت

کے لئے تم ابھی موت تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے
یہ قصد کر لیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہ تعالٰی
پھر غلطی نہ ہو یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین
کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں ان
کی تو یہ حالت ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے تو اس علم میں ناظر کی
غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لئے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی
مشورہ و مذاکرہ کرنے والا صرف ایک قاعدہ بل وح یلن کہ مزدوجات سے ہے
والا حضرت عظیم البرکۃ حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب
قدس سرہ العزیز نے سنہ ۱۲۹۴ھ میں تذکرۃً تعلیم فرمایا تھا اس کے بعد جو کتابیں
اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا اس نے
ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں صرف
دو کتابوں کی مدح کی جو ان سب رائج کتابوں سے جدا ہیں جن میں ایک حضرت
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں
مولا عزوجل نے مجھے بہم کرا دیں انھیں مطالعہ کیا جہاں تک بزور مطالعہ انکشاف
ہوا ہوا اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت
جتنا قاعدہ معلوم ہو لیا تھا اس سے سوال کئے اُس نے مطلب بتایا کہ ایک قاعدہ
اور حل ہوا اب جو آگے الجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا اور حل ہوا اس طور پر اس
فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی میری کتاب سفرُ السفر عن الجفر بالجفر
انھیں مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے
کی کتاب اس نے ایک دوسرے علم زایرجہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا
جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے رسالہ زایرجہ میں ہے کہ زمانہ
سیدنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد ہے رسائل فن
میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ پتے دئے گئے ہیں از انجملہ یہ

ف: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو علم جفر میں کمال حاصل ہوا

کہ خاتم آدم میں ہے میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا اس نے روشن طور پر بتادیا اب جوان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہو گئیں میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ چند روز کچھ اسماء الٰہیہ تلاوت کئے جاتے ہیں مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کئے پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کر چکا ہوں اس سے اذن کا استنباط ہو سکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا غرض جفر سے جواب جب کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ علم اولیاء کرام کا ہے اہلبیت عظام کا ہے امیر المومنین علی مرتضےٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اترا تو اس فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی دقت کون سہے جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا صحیح اترا اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا۔ وہ طبع زاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنہوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کر دیں ان سے پہلے مولانا عبدالغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے انھوں نے حیدرآباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہو سکتا خود آئیے وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہٗ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی وصالح عالم تھے وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انھیں خیر وخوبی سے رکھے حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ یہ جو کچھ سیکھیں ان کو بتاؤ ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کر سکا اگر ممانعت ہوئی تو حکم

حضرت کا خلاف کیونکر کروں گا آٹھ مہینے تک انھیں سکھایا ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کر لئے آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا باضابطہ مرتب فرما لیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا مجھے دکھاتے میں گزارش کرتا دیکھیے یہ جواب رکھا ہے اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القا ملک ہے اگر القار نہ ہو اپنا کیا اختیار یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لئے انھیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں ان کی محبت وصلاح وتقوے کے سبب اکثر ان کی یاد آتی ہے جزیرہ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں میں حضرت سید اسمٰعیل مکی کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے نہیے سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیونکر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے یہاں سے ملک چین کو تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط کبھی نہ آیا نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا۔ ان کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو ان کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پارسال تشریف لائے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہو گیا اونٹ کرایہ کر لئے سب اشرفیاں پیشگی دیدیں۔ آج سب اکابر علمائے رخصت ہونے کو ملا وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے برا مانتے ہیں ہر جگہ چائے بنی ہوئی جس کا شمار نو فنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں

عادی نہیں، اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف۔ رات کو معاذ اللہ بشدت
حوالی گردہ کا درد ہوا۔ ساری شب جاگتے کٹی صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبورانہ ملتوی
رہا جمالوں سے کہدیا گیا کہ تاشفا نہیں جاسکتے وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انھیں
کے ساتھ گئیں ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاستر لگائے دو ہفتے سے زائد تک
معالجے کئے بحمد اللہ تعالیٰ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہوجاتی تھی اسی
حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کئے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں ہل بہت
ہوگی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلاً علی اللہ تعالیٰ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ
کو کعبۂ تن سے کعبۂ جان کی طرف روانہ ہوا۔ براہ بشریت مجھے بھی خیال آتا تھا، اونٹ
کی ہل سے کیا حال ہوگا لہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں
اونٹ پر ہوں گی بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے
صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا۔
ہل کا ضرر پہنچنا درکنار وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہوجاتی تھی دفعۃً دفع ہوگئی وہ
دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی یہ ہے
ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت
مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برسم مشایعت
تشریف لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم
کے لئے ہر چند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا۔ پہلی رات جنگل میں آئی صبح کے
مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان میں کیا جو
حاضری دربار معلےٰ میں لکھا گیا تھا۔

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی ۔۔۔ پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے کشتی بہت بڑی
تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا۔ ہوا کے لئے پردے
حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے

ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے ایک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر۔ تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی اھدل کو علیٰ ہذا القیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں۔ ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا ان سے کہا گیا نہ مانے معلوم ہوا کہ ان پر اثر اُن دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے میں نے ان سے کہا یا شیخ انھوں نے کہا الشیخ عبد القادر الجیلانی شیخ تو عبد القادر جیلانی ہیں ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے اُنھوں نے ان پہلے بزرگ کو سمجھا دیا اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے تین روز میں کشتی رابغ پہنچی۔ یہاں کے سردار شیخ حسین تھے۔ ٹٹیوں کے مکان قیام کے لئے تھے جب ان میں اترنا ہوا اللہ اعلم لوگوں کو کس نے اطلاع دی ان کے بھائی ابراہیم مع اپنے اعزا کی ایک جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نافیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمدہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا۔ ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا یہاں سے اونٹ کرایہ کئے گئے نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا ہوا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا۔ ہم لوگ سوار ہو گئے اور یہ خیال کیا کہ حاجی صاحب اسباب بار کرادیں گے حاجی صاحب بھی سوار ہو گئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا۔ جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن ہیں نہ گھی ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت حوائج سے گذریں چھٹے دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستان جنت نشان ہوئے الحمد للہ رب العالمین راہ میں جب بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل

باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز
نہ رہتا ہمیں اور میرے رفقا اتر پڑے قافلہ چلا گیا۔ کریچ کا ڈول پاس تھا۔ رسّی
نہیں اور کنواں گہرا عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہو گئی اب یہ
فکر لاحق ہوئی کہ طویل مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا
ہوگا موٗنھ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا
ہے حمد الٰہی بجالایا اس پر سوار ہوا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے
کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا کچھ دور آگے
چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اپنا اونٹ لئے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب قافلے کے جمال نہ
ٹھہرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا یہ
سب میری سرکار کا کرم اور رحمتیں تھیں صلی اللہ تعالےٰ وبارک وسلم علیہ
وعلی عترتہ قدر رافتہ ورحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار رابغ شیخ
حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات
روشیں سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے
رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستہ میں نکل
گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری
نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا۔ دوسرے
دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ
کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کا یہ اسباب
رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت
کا نذرانہ دیتا رہا مگر انھوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرما دی ہے کہ شیخ
سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان
پایا بحمدہٖ تعالےٰ اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک
یہیں ہوئی صبح سے عشا تک اسی طرح علما اعظما کا ہجوم رہتا۔ بیرون باب مجیدی

مولانا کریم اللہ رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت مولٰنا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے
انکے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں حسام الحرمین و دولۃ المکیہ پر تقریظات میں انھوں
نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللہ خیرا کثیرا یہاں بھی اہل علم نے دولۃ المکیہ
کی نقلیں لیں۔ ایک نقل بالخصوص مولٰنا کریم اللہ مزید تقریظات کے لئے اپنے
پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد و مقدس وغیرہا کے علماً
جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے
اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ
رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رحمۃ واسعۃ علماء کرام نے
یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولٰنا
سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی
فرمانے میں شرمندہ ہوتا ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا
واللہ تم سید ہو میں نے عرض کی ہیں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے
نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مولی القوم منھم قوم کا غلام آزاد شدہ
انھیں میں سے ہے اللہ تعالٰی سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں
آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین یوں ہی مولانا
حضرت سید عباس رضوان و مولٰنا سید مامون بری و مولٰنا سید احمد جزائری
و مولٰنا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولٰنا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً
مولٰنا عثمان بن عبدالسلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں
ان مولٰنا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اُٹھ گئے تھے
مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالٰے
بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں زیادہ زمانہ قیام انھیں میں گذر گیا کہ ہر صاحب
پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے
مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور

فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارہ مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا۔
حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد دولۃ المکیہ پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں
حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور فنا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری
مفتی شافعیہ کی آئی یہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید
عبداللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشا کہ وہاں اول
وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب
کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب
دیے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے جا بجا ان کا ذکر
میں نے الفیوض الملکیہ حاشیہ دولۃ الملکیہ میں کر دیا ہے بارہ بجے جلسہ ختم
اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا اس وقت
اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا ایک رات ان کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی
شلبی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں
نے انھیں جواب دیے جن کا جواب وہ نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر
اٹھے ان کا غبار مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے پرواہ نہ کی انصاف پسند تو ہوتے
ممنون ہوتے جو انہیں صواب کی طرف راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ
دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ
میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو
اس ذرۂ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے
تھے کہ علما تو علما اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے
سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علما آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں
چٹخاتے چلے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے میں نے
عرض کی میرے سرکار کا کرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

کریماں کہ در فضل بالا ترند　　　سگاں پرورند و چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں ہم سوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا۔ باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ع

ہمکو مشکل ہے اُنھیں آسان ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آگئے ہیں پا بر کاب ہوں اس وقت تک علما کو اجازت نامے لکھکر دیئے وہ سب تو الاجازت المتینہ میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا اونٹ جدہ کے لئے گئے تھے اب موسم سخت گرمی کا آگیا تھا اور بارہ منزلیں منزل پر ظہر کی نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں ابتدا سے یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا۔ انھوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول کیلئے جیسے آرام دئے اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے۔ آمین۔ جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے خریدے اور روانہ ہوئے جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائیگا

ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی۔ راستہ میں طوفان آیا۔ اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا۔ سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح کی اماں رکھی۔ جب کراچی پہنچے ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چنگی کی چوکی جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر اسباب کثیر یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود وسلام ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا ہم نے شکر الٰہی ادا کیا اور بارہ آنے دیدیئے چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دیکر چلا گیا اب سوا روپیہ باقی رہا اس ہیں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دو سو روپیہ بھیجو یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کہ بمبئی سے آتا کراچی سے کیسا آیا بارے روپے پہنچ گئے۔ بمبئی کے احباب وہاں لیجانے پر مصر ہوئے وہاں جانا پڑا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی آدمی بھیجے باصرار احمد آباد لے گئے سوا ریوں کو بمبئی سے محمد رضا خاں و حامد رضا خاں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا وہابیہ خذلہم اللہ تعالےٰ کو بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں المرجفون فی المدینۃ کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہو گیا بمبئی آکر یہ خبر سنی احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی ہاں اتنا ہوا کہ آیہ کریمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا کا بیان

کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرماکر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں انھیں دیر لگی۔ کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جس کے جواب اُنھوں نے وہ دیے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ والحمد للہ رب العٰلمین ان میں سے بعض میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ پورے اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرا مخالف کر دیا تھا یہ بہتان لگاکر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہو گیا۔ علم الٰہی اور علم نبوی کا غیر متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی کہ عیاذاً باللہ یہ قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے کچے ناسمجھ لوگ آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ط پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آگئے مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا یہاں جو فتح وظفر مولےٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی ان صاحب نے اپنے زعم پر کہ مجبازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جما لیا آئے تو دو یہاں آتے ہی قید کرادوں گا۔ مولیٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں ہوں ان کی نسبت دھوکے سے چندے

منگانے کا دعویٰ ہوا اور جیل خانے بھیجدیے گئے جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آچکے تھے مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں میں نے کہا علما و عظما کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا میں اسی وقت آؤں گا میں نے کہا اس وقت بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی تشریف لائے اور کلمات استمالت و استعفا کے فرمائے میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہ تعالےٰ اس کا کچھ غبار بھی نہ تھا بھیر ہندوستان تشریف لاکر بھی مجھ سے ملے اظہار نام کی ضرورت نہیں ع

چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آنے جانے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا جو یاد آیا بیان کیا نیت کو اللہ عزوجل جانتا ہے قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر یہ برکات ہیں اُن دعاؤں کے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائیں والحمد لِلّٰہِ رَبِّ العالمین وَالصَّلٰوۃ والسلام علی الحبیب الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

مؤلف۔ ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ اشعار نعت شریف سنانے کی درخواست کی استفسار فرمایا کس کا کلام ہے انھوں نے بتایا اس پر ارشاد فرمایا سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے البتہ مولانا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جا بجا ہے اور یہ شرعاً محض نارواو بیجا ہے مولانا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ورنہ ضرور احتراز فرماتے حسن میاں

ف: لفظ خدا کا قدرت ربانی شریف میں اطلاق ناجائز ہے

مرحوم کے یہاں بفضلہ تعالیٰ یہ بھی نہیں ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتادیے تھے ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے۔ ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا

؎ خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے جس کے لئے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۔ اے محبوب تم فرما دو کہ اگر رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا ہاں شرط و جزا میں علاقہ چاہیے وہ آیۂ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کریگا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ع

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد براو تمام

ف: ایک نفیس نکتہ جو خود اعلیٰحضرت کو وعظ فرماتے ہوئے القا ہوا

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لئے بچا رکھی الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جواد سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب علیٰ وجہ کمال پر حضور کو

عطا فرمائیں اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا جیسے ارشاد ہوا لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ط اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہود یو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لئے بیٹا بنانا ہوتا تو انھیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ ؎

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے باقی اکثر دیکھا گیا کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض حمد میں ایک جانب اصلا حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا) مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولٰنا کو پھانسی ہوئی پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی لکھا تھا ع

بلبلیں اڑجائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد کی منجھلے حد جنوبی سے میری طرف خوش خوش آرہے ہیں ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں تو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے۔

ف: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ایک خواب

ف: طلب و بیعت کا فرق اور بیعت کے شرائط

ارشاد۔ طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا۔ بیعت اس شخص سے کرنا چاہیئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔ اولاً سنی صحیح العقیدہ ہو۔ ثانیاً کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل خود کتاب سے نکال سکے اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہو رابعاً فاسق معلن نہو۔ اسی سلسلۂ بیان میں ارشاد ہوا کہ لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنے نہیں جانتے

ف: بیعت کے معنی

بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

عرض۔ حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ف: زمانۂ رسالت میں تجدید بیعت

ارشاد۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی جہاد کو جا رہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی تھوڑی دیر حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی حضور ابھی کرچکا ہوں فرمایا وایضاً پھر بھی۔ انھوں نے پھر بیعت کی آخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے۔ پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یارسول اللہ میں دوبارہ بیعت کرچکا فرمایا وایضاً پھر بھی۔ غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا ایک بار عبدالرحمٰن فاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے فاری نہ سمجھیں بلکہ قبیلہ بنی فارہ سے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جاکر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی

دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں۔ تنہا
ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ۔ مگر
نبوی مدد ان کے ساتھ۔ اس محمدی شیر کے سامنے سے انھیں بھاگتے ہی بنی اب یہ
تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع
میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمھاری ذلت وخواری کا دن ہے ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں
پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے۔ دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم
جاتا ہی یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے
لگے کہ ہلکے ہوکر زیادہ بھاگیں۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز
پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انھیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔
کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر اُنھوں نے آرام فرمایا
دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک
کہ گرد اٹھی یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی
ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع دیگر
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا
ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا
یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راجل رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں آسَدٌ من اُسْدِ اللہ
ورسولہ فرمایا اللہ ورسول کے شیروں میں سے ایک شیر ان کو اس جہاد کی خبر
ان کے گھوڑے نے دی تھان پر بندھا ہوا چمکا اُنھوں نے چمکارا پھر چمکا فرمایا
واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں۔
باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا اس عبدالرحمن
فاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے

اس وعدہ پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اُس نے کشتی مانگی اُنھوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لیکر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لئے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور کیا۔

عرض۔ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع کہ سلطاں نگیرد خراج از خراب۔ اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انھیں میں سے ہے۔

ان لم تکونوا منھم فتشبھوا ان التشبہ بالکرام فلاح

عرض۔ اگر کوئی تنہا خشوع کے لئے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو ریا ہے یا کیا۔

ارشاد۔ یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے یہاں میں ایک حدیث وہابی کش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے۔ عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے

انھیں دیکھا کہ جا بجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ اسمعت من اناجیہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں اُسے سنا لیتا ہوں یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں۔ فاروق نے عرض کی یا رسول اللہ اطرد الشیطان واوقظ الوسنان میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی شیطان بھاگے گا اور تہجد والوں میں سے جس کی آنکھ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں حضرت بلال نے عرض کی یا رسول اللہ کلام طیب یجمع اللہ بعضہ مع بعض پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے درمنثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے کہیں حمد ہے کہیں ثنا کہیں ذکر کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جُدا جُدا جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلکم قد اصاب تم سب ٹھیک پر ہو مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورت ختم کر کے دوسری سورۃ کی طرف چلو۔ اسی طرح ایک شب تہجد میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سُنا ان کی آواز نہایت دلکش ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا ارشاد ہوا انھیں داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا میں کہتا ہوں یہ جگہ ہے کہ وہابیت کا زہر اشق ہو جائے ریا حرام ہے بلکہ اُسے شرک فرمایا ہے

اگر روئے طاعت ترا در خدا ست　　اگر جبرئیلت نہ بیند روا ست

ف: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
میں ایک ایسی عرض جس سے وہابیت کا زہر ابھر جاتا ہے۔

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لئے تصنع یہاں یہ صحابی خود حضور ہیں عرض کر رہے ہیں کہ میں حضور کے لئے اور زیادہ بنا کر پڑھتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نہیں فرماتے تو ثابت ہوا کہ حضور کے لئے بنانا غیر خدا کے لئے بنانا نہیں خدا ہی کے لئے ہے کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ان من تمام توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ ورسولہ یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب اللہ ورسول کے نام پر تصدق کردوں۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یارسول اللہ تبت الی اللہ ورسولہ یارسول اللہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتی ہوں اس قسم کی بہت آیات واحادیث میری کتاب الامن والعلی میں ملیں گی جن سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں اللہ ہی کا معاملہ ہے مگر وہابیہ کو عقل وایمان نہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور سے پنج آیت کا بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم سب ٹھیک پر ہو اور آگے جو انہیں تعلیم فرمائی اُس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولیٰ یوں ہے۔

ف: متفرق آیات کا جواز

عرض: حضور فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد: یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی شجر وحجر ودر ودیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئیگی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ میں پاؤ گے حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لیے جاتے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اُٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبد العزیز دباغ رضی اللہ

ف: تصور شیخ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انھیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

ف بچوں کی بیعت

عرض۔ بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے۔

ارشاد۔ اگر ایک دن کا بچہ ہو تو ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتا ہے

عرض۔ اثبات ہلال میں تار پر اعتماد ہو گا یا نہیں۔

ف رویت ہلال میں خط اور تار کی خبر معتبر نہیں

ارشاد۔ میرا رسالہ ازکی الاہلال ملاحظہ فرمایئے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں لیکن گنگوہی صاحب نے معتبر مانی اور اپنے علم و فہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ استدلال مضحکہ اطفال تراشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوار کے نزدیک تار بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان کا یہ فتوے ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً و نقلاً باطل و مردود ہے۔ اولاً تو یہاں تحریر ہی کہاں۔ دوم خط خود کب معتبر۔ تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط اور الخط لا یعمل بہ آپ کے لیکھے اس سینکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا ہی لکھتا کہ اس کا خط آپ کے نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت تار بابو کے ہاتھ میں ہے جو محض مجہول اور اکثر کفار۔ اس کا نام مفتی گری ہے۔ آدمیاں گم شدند۔

ف قطب کی طرف پاؤں کرنے کی ممانعت نہیں

عرض۔ حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے۔

ارشاد۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے۔ قطب عوام میں ایک ستارے

کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہی تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے (اسی تذکرہ میں فرمایا حضرت سیدی ابراہیم ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے غیب سے ندا آئی "ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں" اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں نہ پھیلائے۔

عرض۔ دسترخوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے۔

ارشاد۔ ناجائز ہے۔

عرض۔ اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن باوضو ورنہ اجازت نہیں۔

عرض۔ اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی میں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی

ارشاد۔ نہیں مگر جبکہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے اکثر دیکھا گیا کہ فصیل پر وضو کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکتے فرش مسجد میں پہنچ گئے۔ یہ ناجائز ہے میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طور پر کیا وہ یہ کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف جاڑوں کے دن تھے میں نے توشک بچھا کر اور اس پر لحاف ڈال کر وضو کر لیا اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی پانی جتنا وضو کا تھا توشک و لحاف نے جذب کر لیا۔

عرض۔ حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد۔ جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے ایک صحابی نے کہا مکہ معظمہ افضل ہے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ فرمایا۔ میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا۔ کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا خدا کی قسم خانہ خدا وحرم خدا فرمایا میں خانہ خدا وحرم خدا میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ

مدینہ سے افضل ہے وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا المدینۃ افضل من مکۃ مدینہ مکہ سے افضل ہے اور تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں جیسے یوں سمجھئے کہ لاکھ روپیہ زیادہ ہیں یا پچاس ہزار اشرفیاں گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی۔ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں عجب نہیں کہ حدیث میں خیر لھم کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

ف تفاوت ثواب کا جواب افضل

مؤلف۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا ان کے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قیامت قریب ہے اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا ۹۰ ہزار شاگرد محدث چھوڑے۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مگس رانی کر رہا ہوں خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی نہ تھی علماء نے تعبیر فرمائی بشارت ہو تمہیں کہ احادیث میں جو خلط ہو گیا ہے تم اسے پاک و صاف کر دو گے۔ غرض حضور احادیث میں خلط کسنے کردیا اعلیٰ کیا ہو رہا ہے

ف امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار شاگرد مجتہد چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ اور مجتہد ہونا آخری منزل

ارشاد۔ خدا ناترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے ایک مرتبہ

ف: وہابی کی افترا پردازی اور قیام کا بیان

ایک شخص نے مجلس میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا حدثنا احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی اتفاق کی بات کہ یہ دونوں حضرات اس وقت وہاں تشریف فرما تھے باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہجاتے جب وہ ختم کرچکا یحییٰ بن معین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا احمد یہ ہیں اور یحییٰ میں ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی بولا میں سناکرتا تھاکہ ابن حنبل وابن معین کم عقل ہیں آج مجھے اس کا یقین ہوا ساٹھ احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا اسی سلسلے میں فرمایا کہ پہلی مرتبہ کی حاضری حرمین طیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کعبہ معظمہ میں مجھ سے آکر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لئے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب شریف میں عام طور سے قیام ہوتا ہے یہاں شیخ العلما احمد زین دحلان قیام کو منع کرتے ہیں میں نے کہا شیخ العلما کا دولتکدہ یہاں سے چند قدم ہے ابھی چلو ہم دریافت کرادیں ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ گیا مفتریوں کی یہ جرأت ہوتی ہی میں نے کہا کاش مکہ معظمہ سے باہر جاکر بلکہ جہاز میں سوار ہوکر یہ افترا کیا ہوتا تصدیق کے لئے واپس آنا دشوار ہوتا شیخ العلما کے زیر دیوار بیٹھ کر ایسا جیتا افترا مگر اس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا اُٹھ کر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلما خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں اُن کے متعدد فتوے ہیں۔ فتاوے کے علاوہ ان کی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علے الوہابیہ میں اس کی جلیل تصریح ہے اور سیرۃ نبویہ میں اس سے بھی روشن تر[1]

---

[1] سیرۃ نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقومون تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم یعنی عادت جاری ہوگئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۳ پر دیکھے)

عرض۔ واقعی اگر منہ بند ہوا ہے تو حضور ہی کی ذات بابرکات سے دلمیں نہ معلوم کیا کیا کہتے ہوں گے۔

ارشاد۔ اس کا کیا خوف دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خلشا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں اس سے میری ذات پر حملے کریں تو میں شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہونے کے لئے ہی بلکہ ان پر نثار ہونا ہی عزت ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا۔ البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ برا سنو گے۔ بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین و صحابہ و تابعین تو مخالفین کے سب و شتم سے بچے نہیں بر درکنار حب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب و محبوب احمد مختار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی انھیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں۔

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی صاحب کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے اُنھوں نے اپنے دلمیں کہا میری محنت ضائع ہوئی کہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب رہ گئی تو لوگوں سے پوچھا اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا وہ دہلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا اُنھوں نے کہا الحمدللہ میری محنت وصول ہوئی۔

ف: ... کے لئے اعدا کا ہونا ضروری ہے

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی الٰہی مجھے

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲:۔ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور بیشک امت کے بڑے بڑے علمائے نے ایسا کیا جنکی پیروی کی جاتی ہے ۱۲

ایسا کرکہ مجھے کوئی برا نہ کہے ارشاد باری ہوا اے یحییٰ یہ میں نے اپنے لئے تو کیا نہیں کوئی میرا شریک بناتا ہے کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لئے بیٹے ٹھہراتا ہے لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کو اکثر برا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک بھی برا کہنے والا نہیں۔ قادیانی بے بد زبان کو دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے۔ یہاں تک کہ انھیں اوران کی ماں صدیقہ بتول کو فحش گالیاں تک دیتا ہے چار سو انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا حتیٰ کہ دربارۂ حدیبیہ خود شان اقدس حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پرناپاک حملہ کیا مگر یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی (یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ) اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہوا نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی نہ کوئی بری بات۔ ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر ذکر کیا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہوگئی الا ہاں اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد اور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں میں تو ان کا چپراسی ہوں چپراسی کا کام ہی سرکاری حکم پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے۔

عرض: حضور علم ماکان و مایکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ماعلمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد: جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار جیسے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اسکے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا۔ باقی

نبی کی دعا خالی نہیں جاتی

ف: وما علمناہ الشعر کے معنی

ما کان و ما یکون کے منافی نہیں۔

قدرت نہیں رکھتا حدیث میں ارشاد ہوا علموا بنیکم الرمی والسباحۃ اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنوں کو ان کے قابو میں کر دو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنے کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے کعب بن زہیر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدۂ نعتیہ میں عرض کیا ؎

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنَارٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ وَصَارِمٌ مِنْ سُیُوْفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلٗ

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ جب بعض اشعار دیگران علم اقدس میں آنا منافی کریمہ وما علمنہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین و آخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہو سکتا ہے جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر بھی رب العزۃ نے دفع وہم فرما دیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے انکو نہ دی بلکہ وما ینبغی لہ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اُسے وزن سے ساقط فرما دیتے لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر ؎

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا ویاتیک بالاخبار من لم تزود

کا مصرعۂ دوم یوں پڑھتے ع ویاتیک من لم تزود بالاخبار

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے شاعر نے یوں کہا ہے

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

عرض۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزلا یتجزی باطل ہے اگر باطل مانا جائے اور ہیولیٰ اور صورت کی قدامت باطل کردی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی۔

ارشاد۔ اگر جزلا یتجزی نہ مانا جائے تو ہیولیٰ اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا۔ ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا پھر طویل و عریض مباحث چاہے گا اس لئے ہمارے علمائے نے اسے سرے ہی سے رد فرمادیا۔ گربہ کشتن روز اول باید۔ دین اسلام میں ذات و صفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں رب العزۃ فرماتا ہے بدیع السموٰت والارض نیا پیدا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا غیر خدا کسی شے کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض۔ باری تعالیٰ کا علم قبل مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا

ارشاد۔ یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل و انفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہیں اس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عند العقل کا ہے غلط ہے ان سفہا نے اصل و فرع میں فرق نہ کیا علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے حق سبحانہ و تعالیٰ ذہن و صورت وارتسام و نور عرضی سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضور معلوم کا محتاج اس کا علم حضوری و حصولی دونوں سے منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون و چگوں و چرا و چساں کا دخل نہیں ہم نہ اس کی ذات سے بحث کرسکتے ہیں نہ اس کی کسی صفت سے حدیث میں ارشاد فرمایا تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ فتھلکوا اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے اور اک کنہ صفات بے ادراک

ف: سوائے خدا کے کسی چیز کو قدیم ماننا کفر ہے۔

ف: علم باری تعالیٰ کا مسئلہ اور کنہ ذات و صفات کا ادراک محال ہے

ف: علم الٰہی حضوری ہے نہ حصولی

کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لئے انھیں لاعین ولا غیر کہا جاتا ہے اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ وہ بکل شئ محیط ہے کوئی اسے محیط نہیں ہو سکتا لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال حق یہ ہے۔ وان افتاك المفتيون اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالیٰ کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں۔ انسان کی کیا تعریف کرتے ہیں حیوان ناطق حیوان کی تعریف کرتے ہیں جسم نامی حساس متحرک بالارادہ اور ناطق مدرک کلیات و جزئیات اگرچہ یہ بھی اُن کے متاخرین کی رفو گری ہے ان سفہا نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں گھوڑا حیوان صاہل ہنہنانے والا جانور گدھا حیوان ناہق رینکنے والا جانور انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور اُنھوں نے ناطق کے معنے گڑھے مدرک کلیات و جزئیات جسے اصلا زبان عرب مساعد نہیں خیر یوں ہی سہی انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموع کا اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ حیوان ولا حیوان کا مجموع لا حیوان ہوگا اور ناطق ولا ناطق کا لاناطق غرض واقع میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر حیوان و ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز ع

تو از جان زندۂ و جاں را ندانی

پھر کنہ ذات و صفات میں کلام کیسا جہل شدید و ضلال تام ہے حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہو سکتی اسی لئے اولیا فرماتے ہیں من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہو گی جب معرفت رب ہولے زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے قل الروح من امر ربی نہ کہ معاذ اللہ ربی۔

ف: انسان کی تعریف کرنے میں فلاسفہ کی یکسر باطل ہے۔

عرض۔ حاشیہ خیالی پر مولوی عبدالحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے

(۱) روح و جسم کا فرق

ارشاد۔ یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد مانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہو جائے گا محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور روح اور ہے۔

عرض۔ تو حلول ہوا۔

ارشاد۔ ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہی ہیں

عرض۔ روح عالم امر سے ہے۔

ارشاد۔ ہاں عالم امر اور خلق میں فرق ہے۔ عالم خلق مادے سے بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم امر صرف کن سے لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین روح عالم امر سے ہے محض کن سے بنی اور جسم عالم خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے خلقکم اطوارا۔

عرض۔ اس مسئلہ لایتجزیٰ میں امام رازی اور علماء نے بھی توقف کیا ہے۔ اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں

ارشاد۔ صدرا میں بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جزء کو کوئی باطل نہیں کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں اتصال کو ہم بھی باطل مانتے ہیں جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں۔ اقلیدس نے جو صول موضوعہ مانے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نقطہ و خط و سطح موجود ہیں اور ابہری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہی ان کے یہاں مذہب محققین و جمہور ہے بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے نہ کہ نفس جزء کا۔

(۲) جزء لایتجزیٰ کے ابطال پر فلاسفہ کے دلائل کا رد

عرض۔ شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے۔

ارشاد: فلسفی خیالات باطلہ اس کی طرف نسبت کئے گئے ہیں جس پر اسے قتل کیا گیا وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقیین کا تبع ہوا کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اسے آتا تھا قصاب سے دنبہ خریدا۔ دنبہ لے کر چلا اور قیمت نہ دی قصاب پیچھے ہولیا۔ وہ مانگتا ہے یہ چپ چاپ چلا جاتا ہے۔ قصاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اکھڑ آیا۔ وہ بیچارا ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائے چھوڑ کر چلا گیا اور وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی اسے یہ فن آتا تھا اسے لکھ کر حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں بد اکسا نیکہ چنیں کارہا کنند و بدا علمیکہ باد ایں کارہا آموزند۔

عرض: بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی

ارشاد: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کی ہے اور وہ بے شک امام الائمہ ہیں یہ بھی سہروردی تھا زمانہ بھی حضرت سے قریب ہے نسبت بھی ایک ہے لقب بھی ایک ہے اس لئے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اس کی کسی بات میں برکت نہ دی گئی ۳۴-۳۵ برس کی عمر میں مارا گیا۔

عرض: معقولیوں نے اس کی بڑی تعریف کی ہے

ارشاد: ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (نا) گھٹا دیا بے واسطہ اللہ تک وصول محال ہے سوائے ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے نفحات الانس شریف میں ہے ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہو کر عرض کی غزالی کیسے ہیں فرمایا فاز بمقصودہ اپنی مراد کو پہنچ گئے عرض کی فخر الدین رازی کیسے ہیں فرمایا رجل معاتب ان پر عتاب ہے معاذ اللہ عقاب نہ فرمایا عقاب سزا ہے اور عتاب خفگی احباب ہے۔ عرض کی ابن سینا فرمایا بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثریٰ کو چلا گیا یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ نے مرآت الجنان میں ایک

ف: شہاب الدین مقتول کا ذکر

ف: سیمیا پر ایک حکایت

ف: اللہ تک وصول کا ایک دروازہ حضور ہی ہیں

روایت تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہو گیا تھا۔ موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا۔ باندی غلام سب آزاد کر دیے رات دن نماز و تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا اگر ایسا ہے تو اس کے اس شعر نے کام دیا کہ ؎

آنجا کہ عنایتے تو باشد باشد ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی اسی برس کے بت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلیٰ بدلا ر سبعہ سے کر لیتے ہیں اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

عرض۔ وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہو گئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی تقویۃ الایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے

ارشاد۔ ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا اللہ پر افترا اور اللہ کے رسولوں پر افترا اور رسالت کا انکار ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واسطہ کے معنے ایلچی سمجھے ہیں ایلچی ہی مانتے ہیں بس ایلچی سے جب پیام سن لیا اب کیا کام رہا۔

عرض۔ اہل فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا۔

ارشاد۔ تو آپ کا مقصود کیا ہے انھیں وصول تو نہیں ہوا۔ بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو یہ مختلف فیہ ہے قس بن ساعدہ واصلین اور اہل فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں نصرانیت محو ہو چکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا جو مشرکین تھے ان کے سامنے وعظ کہتے اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے آخر میں کہتے اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لا الٰہ الا اللہ روشن فرمائیں گے تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیا اولیا وعلما علیہم الصلوٰۃ والثنا کہ شفاعت فرمائیں گے ان کی شفاعت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ف۔ اہل فترت قس بن ساعدہ کا حال

بارگاہ میں ہو گی۔ بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ولہٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا انا صاحب شفاعتھم ولا فخر شفاعت انبیا کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے ویھدیک صراطا مستقیما ہمیں بھی حکم ہوا تھا کہ عرض کرو اھدنا الصراط المستقیم ہمیں سیدھی راہ دکھا اور حضور کو بھی فرمایا ویھدیک صراطا مستقیما اے محبوب ہم نے تمہارے لئے فتح مبین اس لئے کی ہے کہ تمہیں سیدھی راہ بتائیں صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ و خم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا پہلی اور انبیا اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہو مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور مجھ تک چلے آؤ تمھیں کسی توسل کی حاجت نہیں سب کے لئے وسیلہ تم ہو تمہارے لئے کون وسیلہ ہو فلہٰذا حضور اقدس کے اسماء طیبہ سے ہے صاحب الوسیلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطہ اگر حضور کے لئے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لئے کہ جو واسطہ ہو گا کامل ہو گا ناقص نہ ہو گا۔ اور جب کامل ہو گا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجود عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف تو خلاصۂ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال اور مرتبۂ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو توحیدیں دو ہیں۔ ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات و صفات و اسماء و افعال و احکام و سلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں لا الہ الا اللہ لیس کمثلہ شئ ھل تعلم لہ سمیا ھل من خالق غیر اللہ ولا یشرک فی حکمہ احد او لم یکن لہ شریک فی الملک اور دوسری توحید رسول کہ اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں

منزہ عن شریک فی محاسنہ — فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

فنا صراط مستقیم دو طرح کی ہے

خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں ؎

محال اور اخدا از بہر حفظ شرع و پاس ادب | دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اور ان سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے ؎

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمْ | وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ | وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ حَدٌّ | فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا یعنے خدا اور خدا کا بیٹا) اُسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اُسے بیان کر سکے بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرض صحابہ اشھد ان محمداً سلطانہ و رسولہ کہتے تھے

ارشاد اس آن سے پہلے کبھی نہیں سنا محض افترا اور محض بے بنیاد ہے

عرض سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے

تہیدست سلطان پشمینہ پوش | غلامی خرد پادشاہی فروش

ارشاد بادشاہ دو عالم ہیں تمام جہان ملک ہے مگر کمبل اوڑھتے اور متاع دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں ایک بار نماز کی اقامت ہو گئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے ہیں کہ دفعتہً صحابہ کو ارشاد ہوا علیٰ رسلکم اپنی جگہ ٹھہرے رہو کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر اُنھیں تصدق فرما آیا بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے ؎

ف مطلب شعر سکندر نامہ

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگتے اُس کے عوض سلطانی عطا فرماتے جو ان کا بندۂ در ہو گیا ملک ابد کا تاج ور ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے محبوب تم فرما دو کہ میرے غلام ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنا لیگا یعنی بندوں کو محبوب الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکاری غلامی وہ ہے کہ ہر بندۂ در محبوب اللہ ہے۔

مؤلف۔ ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنا چاہیئے وہ حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت۔

عرض۔ آمدنی کی قلت اور اہل و عیال کی کثرت سخت کلفت ہے

ارشاد۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب ۵۰۰ بار اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشا قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو پڑھا کرو۔

مؤلف۔ حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثا نے تو روافض کو بھی مات کر دیا وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں جھوٹ فریب سے بہروپیے بن کر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔

ارشاد۔ یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لئے چندہ مانگا ان صاحب نے اس کا نام پوچھا۔ بتایا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو احمد رضا کا مخالف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا اس لئے کہا کہ حضرت میں تو انکے در کا کتا ہوں غرض کتا بن کر پانسو روپیہ مار لایا اسی سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا بادشاہ نے فرمایا اگر دھوکا

حاشیہ: نماز میں پنکھا جھلنا خلاف ادب

حاشیہ: برائے وسعت رزق

حاشیہ: ذکر تقیہ وہابیہ

حاشیہ: حضرت عالمگیر و بہروپیا

دیدیا تو جو مانگے گا پائے گا اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا۔ آخر مدت مدید کا بھلا او دیگر صوفی زاہد عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھا۔ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ پہلے دہاتیوں کا ہجوم ہوا پھر شہریوں پھر امرا، وزرا سب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی خود تشریف لے گئے بہروپیے نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا سلطان منتظر رہے دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مودب بیٹھ گئے ان کا مودب بیٹھنا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ میں فلاں بہروپیا ہوں بادشاہ خجل ہوئے اور فرمایا واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا۔ اب مانگ جو مانگتا ہے۔ اس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اس کا نام جھوٹے طور پر لیا اُس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا اب سچے طور اس کا نام لے دیکھوں یہ کہا اور کپڑے پھاڑے جنگل کو چلا گیا۔

عرض۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں۔

ارشاد۔ ہاں مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض۔ نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے۔

ارشاد۔ طریقہ حنفیہ کے مطابق نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے اس دن کھل جائیگا کہ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے۔ اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت صادر ہو گیا حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل

ف۔ کیا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں

ف۔ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے

ف: سب مذاہب منقطع ہوجائیں گے بجز مذہب حنفی - تا انقطاع اسلام باقی رہے گا۔

مطابق عمل مذہب حنفی ہوں گے جس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہوجائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے ولہذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جاکر خشک ہوگئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش و آب و تاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جاکر وہ تین نہریں بھی ختم گئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر آخیر تک جاری رہی۔ یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ف: اذان کے بعد مسجد سے باہر جانا

عرض۔ مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد کے جاسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلاضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اس شخص کے لئے یہی حکم ہے جس نے ابھی اس وقت کی نماز نہ پڑھی ہو جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہو اور کسی نماز کا وقت شروع ہوجائے اور اور یہ دوسری مسجد کا مقیم جماعت نہ ہو اسے نماز بغیر پڑھے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے۔

ف: رد روافض

مؤلف۔ یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر ہوا فرمایا اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ ان کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے نیز تصریح ہے حی علیٰ خیر العمل مفوضہ لعنہم اللہ کی ایجاد ہے۔ یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک حکایت عجیب سنی گئی رافضیوں میں ایک مؤذن اندھیرے سے جاکر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا محلہ میں کچھ غریب سنی رہتے تھے کہ خون جگر پیتے

(ف) ایک تبرائی رافضی کی گستاخی کا پھل

اور کچھ بس نہ چلتا ایک روز چار جوان ہر چہ بادا باد کہہ کر مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا اور اذان میں صدیق اکبر کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرا دیا کہ خبیث تو ہمیں برا کہتا ہے اس نے گھبرا کر حضرت میں تو عمر کو برا کہتا تھا۔ دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے برا کہے گا۔ اس نے سراسیمہ ہو کر کہا حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا مارا کہ ناپاک تو مجھے برا کہے گا آخر جب بڑھے خبیث کو کچھ نہ بنی چلایا کہ مولی مدد کیجئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں استرا لئے برآمد ہوئے اور جڑ سے اس کی ناک پوچھ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو برا کہے گا اب یہ چاروں صاحب تو چل دیے مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لئے آئے ایکدوسرے سے کہتا ہے کہ آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی جب کچھ روشنی ہوئی دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں۔ کہا حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے کہا خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آ پڑے اور مارتے مارتے مجھ کو کر دیا کہا پھر آپ نے حضرت مولی کو یاد نہ کیا وہ چپ ہو رہا جب بار بار یہی کہے گئے اس نے جھنجلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے۔ مولی نے آ کر جڑ سے پوچھ لی ؎

ما ز یاراں چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

عرض۔ حضور اگر نماز فاسد ہو جائے تو سلام پھیرنا چاہیئے

ارشاد۔ کوئی ضرورت نہیں سلام نماز پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے جب نماز ہی فاسد ہو گئی تو سلام کیسا۔

عرض۔ بیعت کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد۔ بیعت کے معنی بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب

فائدہ بیعت کے معنی

کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا۔ اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں اُن سے فیض آئے گا سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہیئے۔ ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹ دوں گا اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انھوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دکان اُلٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے۔ پھر اُس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا اُنھیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وھبتھم لک میں نے یہ سب تمھیں بخش دیئے۔

فائدہ اس بارے میں ایک حکایت عجیبہ

عرض۔ حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا ان ولی اللہ نے اگر اس کی دکان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی ممکن تھا جیسے دفع ظلم کے لئے رشوت دینا مگر اس فقیر کے

دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے کہ اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی۔

ارشاد: شریعت مطہرہ کے دو حکم ہیں ظاہر و باطن قاضی و عامہ ناس انکی
رسائی ظاہر احوال ہی تک ان پر اس کی پابندی لازم اگرچہ واقف حقیقت حال
کے نزدیک حکم بالعکس ہو اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع
ہو چکی ایک فقیر مفلس بے نوا نان شبینہ کو محتاج سب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال
عطا فرما اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی یہ سمجھا کہ میری دعا قبول
ہوئی یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا ہے گائے پچھاڑ کر ذبح کی اس کا
گوشت پکایا اور کھایا صبح مالک کو خبر ہوئی وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا سیدنا داؤد
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے
ذبح کر لی تو کیا ہوا وہ بگڑا اور کہا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں فرمایا اگر حق چاہتا ہو
تو گائے اسی کی تھی وہ اور برہم ہوا فرمایا نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے
سب اسی کا ہے وہ اور زیادہ فریادی ہوا فرمایا تو بھی اسی کی ملک اور اسی کا غلام ہے
اب تو اس کی بے تابی کی حد نہ تھی فرمایا اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل اس
فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لیکر جنگل کو تشریف لے گئے واقعہ عجیب تھا
خلق کا ہجوم ساتھ ہو لیا۔ ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو کھودنے سے
انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا نبی اللہ نے اس درخت سے
ارشاد فرمایا شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا پیڑ نے عرض کی یا نبی یہ اس فقیر کے باپ کا
سر ہے یہ گائے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پاکر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی کے
خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہو گیا اس کا بیٹا
بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بیکس و بے زر ہی پایا اور یہ
بھی نہ جانا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں حکم باطن ثابت ہوا
غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے ۔ یہی یہاں بھی ممکن کہ دکاندار
اس فقیر کے مورث کا مدیون ہو۔ اگرچہ وہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو نہ یہ دکاندار

ف: بیان علوم ظاہر و باطن و نیز زمانہ داؤد علیہ السلام کی ایک پُر لطف حکایت

اسے پہچانتا ہو تو یہ جبر آدلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار رسانیدن۔

عرض۔ کسی شیخ سے بیعت کرکے دوسرے سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں

ارشاد۔ اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہوسکتی ہے ورنہ نہیں البتہ تجدید کرسکتا ہے۔ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

فائدہ: ہمارے ہاں بعض مشائخ طالب سے بیعت کرلینے کے بعد وہ دوسری طرف رجوع نہیں کرسکتا ہاں تجدید بیعت کرسکتا ہے

مؤلف۔ ایک شب مسجد کی گھڑی کوئی صاحب چرا کرلے گئے۔ اہل محلہ نے پولس میں رپورٹ وغیرہ کی اس پر ارشاد فرمایا ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قنادیل لگانے کے لئے آئیں ان میں سے ایک قندیل غائب ہوگئی۔ شریف مکہ نے تحقیقات کی پتہ چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے۔ شریف کے سامنے پیشی ہوئی ان سے پوچھا گیا۔ وہ صاحب بولے کعبہ غنی ہے اسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی شریف نے درگزر فرمائی۔ پھر فرمایا مسجد کی کوئی شے لاکھ روپے کی چرالے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزا لئے تازیانہ کا حکم ہے۔

فائدہ: مسجد کی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا بیان

مؤلف۔ جبل پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے سلطان حیدر خاں نے عرض کی درزی کو دیدیے جائیں۔

---

۵۷ اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری اور مسلمانان جبلپور کا شاندار استقبال

مسلمانان جبل پور کاٹھیاواڑ بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے کہ حضور والا ہمارے تیرہ تار بلاد کو اپنے قدوم والا سے منور فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف و علالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرمادیا مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب جبلپوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفہ ارشاد و اس قطر میں دین و سنت کے قطب او حد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرمالیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مولانا کے بعید کلمات تواضع نے پہلوئے عذر کا چھوڑا ہی نہیں اگر بالفرض کسی کے ہوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں

ارشاد۔ آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) کر سکتا ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں بالغرض ۱۹ رجمادی الآخر ۱۳۳۷ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے میل سے عازم جبل پور ہوئے باوجود اس کے کہ روانگی آخر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے اسٹیشن پر متوسلین و معتقدین کا کافی اجتماع تھا۔ ایک صاحب داخل سلسلہ بھی ہوئے میل لکھنو پہنچا وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی اس پر بھی بعض حضرات جنھیں کسی ذریعے سے علم ہو چکا تھا حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر میل پرتاب گڑھ پہنچا۔ یہاں ہمارا سکنڈ کلاس میل سے کاٹ کر الٰہ آباد آنے والی ریل میں لگادیا گیا۔ ریل ساڑھے تین بجے الٰہ آباد پہنچی وہاں چونکہ کافی وقت ملا بعض ہمراہیوں کا ارادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں ان کے شہر پہنچنے سے ساکنان شہر کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوگئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق در جوق آئے اور دست بوس ہونے لگے الٰہ آباد کے اسٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس پلیٹ فارم پر اترے مشتاقان دید اور نے ہر چہار جانب سے ہجوم کیا اور آنے والوں نے پروانہ وار گرنا شروع کیا اس خوشنما منظر کو ایک یوروپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع پاکر قدمبوسی کی عزت حاصل کی اور ادب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسی کو کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لئے کسی تزک و احتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت ہی نہ ہوا الٰہ آباد میں بعض سیٹھوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی لینڈو تفریح کے لئے حاضر کی ساڑھے سات بجے ریل الٰہ آباد سے روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے مع خدام یہاں سے بھی انٹر سکنڈ کلاس میں سفر کیا ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی یہاں جناب مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے جو جبلپور تک ہم رکاب ہوئے اور خود جبل پور سے حامی سنت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کو لئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی۔ زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدمبوس ہوتے رہے کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہوگیا۔ ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ہمارے ساتھی اس

عرض۔ قبرستان میں جوتہ پہن کر جانے کا کیا حکم ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) کے قصور و منازل کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اور ان کی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ دفعۃً اسٹیشن جبل پور کی عمارت بھی ایک گم شدہ محبوب کی طرح سامنے آ ہی گئی پھر کیا تھا۔ اب تو اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت بڑھتا گیا ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب سماں نظر آیا ریلوے اسٹیشن پر جوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رُکی تو بلا تشبیہ اس محب کی طرح جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہوں اور محبوب کی دلکشا صورت سامنے آ گئی ہو دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی لوگ فرط جوش میں زبان سے السلام علیکم یا امام اہل السنۃ السلام علیکم یا مجدد المأۃ الحاضرہ کے نعرے مار رہے تھے اور ان کی زبان حال کہہ رہی تھی ؎

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ‎ ‎ ‎ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

تمام مجمع اپنی ان مسرتوں میں سرشار تھا۔ اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو تنبہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں گردن بلند ہوتی آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکالی گردن نیچی کر لی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے اس لطیف منظر پر حاجی عبد الرزاق صاحب کی نظر گئی اکھیں اور اک ہوا اور ان کا جی بھر آیا۔ یہ اس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا اس شان سے اس میں داخل ہوئے کہ سر اقدس اپنے رب کے لئے تواضع میں سواری الوز پر قریب سجدہ پہنچا تھا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہو گئے کہ مجمع ادھر کا رخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے لئے راستہ بنانے میں مصروف ہوئے۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اس طرح وہ سواد منبد کامادہ کامل ہالہ میں آ گیا اس وقت

ف: قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا منع ہے

ارشاد۔ حدیث میں فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ دوسری حدیث میں فرمایا اگر انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱) کا نظارہ کچھ ایسا دلکش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی کو چھوڑ کر اس کے دیکھنے میں مصروف تھا۔ مسافروں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کئے۔ یہاں سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کا گاڑی تک جانا بہت دشواری سے ہوا خدا جزائے خیر دے ان باہمت حضرات کو جنھوں نے اپنے بازوؤں پر اس مجمع کا سارا زور روکا اور خیر و خوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لیجا کر ایک پر تکلف گاڑی میں بٹھایا یہاں عام مسلمانوں کو دست بوسی کا موقع دیا گیا۔ بہت دیر تک لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی زیارت حاصل کرتے رہے۔ پھر یہ مجمع بڑے جوش و مسرت کے ساتھ اس قادری بزم کے دولہا کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا۔ جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اور ان کی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ مجمع کو عموماً اور اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے باشندے اپنے دروازوں دکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں بادب سلام عرض کرتے رہے سکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ ع

اے آمدنت باعث آبادی ما

اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چل کر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہ کے دولت کدہ کے قریب پہنچا۔ یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالی شان دروازہ لگایا گیا تھا یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کتبوں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمان کی شوکت و حشمت کا اظہار کر رہا تھا اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دو رویہ کیلے کے بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے۔ پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا جو شاہنشاہ معظم

زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں یہ وہ فرما رہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب کے لئے سجایا گیا تھا، تو معلوم ہوا کہ علمائے کرام کی قدر و قیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جن کو خود بھی علم کی خدمت کرنے کا کافی موقع ملا ہے، مکان کی زیب و زینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چیز نہایت موزونیت کے ساتھ اپنی جگہ پر رکھی گئی تھی۔ مکان کے تمام اندرونی و بیرونی حصوں میں ترکی قالینوں اور خوشنما سوزنیوں کا فرش تھا اور دیوار و سقف و زمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے! اعلیٰحضرت مدظلہٗ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاد دہانی کر رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربار عام کا پورا نقشہ کھنچ گیا تھا۔ مخدومنا و مولانا حضرت مولوی محمد عبد السلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت مگر زبان حال در فشاں سے

وہ خود تشریف فرما ہیں مرے گھر	بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد جناب حکیم مولوی عبد الرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے اور دست بستہ سلام عرض کر کے یہ نظم پڑھی :-

کوئی تاج والے ہوں یا راج والے	ہیں اس در کے محتاج ہر کاج والے
ہے سرکار عالم کے محتاج کا در	یہاں بھیک لیتے ہیں خود راج والے
یہ وہ در ہے دولت ہے جس در کی لونڈی	جھڑکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے
یہاں کی فقیری ہے رشک امیری	یہیں آ کے گھستے ہیں سر تاج والے
تعلّی پہ ہیں سارے محتاج ان کے	کہ آخر تو حامی ہیں معراج والے
یہی ہیں وہ دامن کہ جس میں چھپیں گے	قیامت کے میدان میں لاج والے
خدنگِ نظر کا کوئی وار ادھر بھی	ہیں مدت سے مشتاق آماج والے
میں کچھ بھی سہی سلسلہ میرا دیکھو	میں جنکا ہوں اُن کے ہیں معراج والے

مذاق اب مجھے فکر فردا سے مطلب
بنا لیں گے سب کام کل آج والے

کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھدیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخشدیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے چھ نظمیں اور چھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑی جاتی ہیں۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیازمندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے شاہنشہ ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا۔ ساکنان جبل پور کو دن عید رات شب برات تھی کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمےٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے۔ صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشا کافی وقت دیا جاتا تھا عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا گو حضور کا کبھی تفریح کی جانب میلان طبع نہ ہوا لیکن ساکنان جبل پور کی دلشکنی کا خیال فرماتے ہوئے ان کے اصرار سے منظور فرمالیا تھا بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر اور گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل جبل پور قیام رہا۔ اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصے سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام وکلام قطعاً بند تھا موت زیست چھوٹ چکی تھی باہم شیر وشکر ہو گئے ایک روز صبح کے جلسے میں بمعروض منشی عبد الغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر و محمد ادریس صاحبان جن کا عرصہ سے نزاع تھا اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیٰ حضرت مدظلہ تھے پیش ہوئے اولاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا بیان سماعت فرماکر ارشاد عالی ہوا آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہے کچھ نہیں۔ آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام و سنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے۔ تمہارا مذہب ایک، رشتہ ایک، آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجئے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے خوب سمجھ لیجئے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کریگا جنت کی طرف سبقت کریگا یہ فرمانا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بیتابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے اور آپس میں نہایت صاف دلی کے ساتھ لپٹ گئے۔ جوش محبت کی حالت ہوئی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح القدیر اور طحطاوی اور رد المحتار میں ہے المرور فی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا بخلاف راہِ قدیم کے قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے فرمایا یا صاحب السبتیتین الق سبتیتک لا توذ صاحب القبر ولا یوذیک اے بال صاف کئے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک، نہ تو صاحبِ قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔

ایک شخص کو دفن کر کے لوگ چلے گئے، منکر نکیر نے سوال شروع کیا ایک شخص جو تا

کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات اس معانقہ قلبی میں گر پڑتے تیاقعی مقدس حضرات کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں جس طرف چاہیں رجوع کر دیں مجھے اس وقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آ گیا جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور مسجد جامع میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انھوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی و قدم بوسی سے مشرف ہوتی ان کے دل میں یہ خطرہ آنا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے انھیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی جس حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمہیں نے تو چاہا کیا تمہیں معلوم نہیں رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کر لیں اسی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ نے قصیدۂ ذریعہ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے

عرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ — بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری — دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے — جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر — کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام تو وہ دزد رجیم — الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

خاکسار مدیر

پہنے اس طرف سے نکلا اس کے جوتے کی آواز سن کر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس کے جواب سے قاصر رہتا مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے غزوہ بدر شریف مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کنویں میں پاٹ دیں حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دیکر فرمایا ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمہارے رب نے کیا تھا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اجساد لا ارواح فیھا یا رسول اللہ کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں ما انتم باسمع منھم تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے مگر انھیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں تو کافر تک سنتے ہیں مومن تو مومن ہے اور پھر اولیاء کی شان ارفع و اعلیٰ ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرند ہے اور جسم پنجرہ۔ پرند جس وقت تک پنجرہ میں ہے اس کی پرواز اسی قدر ہے جب پنجرہ سے نکل جائے اس وقت اس کی قوت پرواز دیکھئے (فرمایا) اپنے مُردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہمنشین بھی بدبخت نہیں ہوتا و لہذا حدیث میں فرمایا ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین اپنے مُردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو۔ میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو فرماتے سنا۔ ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں اب جو دیکھیں تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھنبھوڑ رہے ہیں حیران ہوئے کسی صاحبدل سے یہ واقعہ

ف: اپنے مردوں کو صالحین کے مزارات کے قریب دفن کرو
کہ عذاب سے بچتے ہیں

بیان کیا انھوں نے فرمایا وہاں بھی یہ اژدہا ہی تھے۔ مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا وہ اژدہے درخت گل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھن گلاب کے پھول۔ اس کی خیریت چاہو تو وہیں لیجا کر دفن کرو وہیں لیجا کر رکھا پھر وہی درخت گل تھے اور وہی گلاب کے پھول۔ ایک بار حضرت سیدی اسمٰعیل حضرمی قدس سرہ العزیز کہ اجلۂ اولیاء کرام سے ہیں ایک قبرستان سے گزرے۔ امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے۔ حضرت سیدی اسمٰعیل نے ان سے فرمایا اتومن بکلام الموتی کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مُردے زندوں سے کلام کرتے ہیں۔ عرض کی ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے انا من حشو الجنۃ میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں آگے چلے وہاں چالیس قبریں تھیں آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اُس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انھیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھکر عرض کی حضرت یہ کیا راز ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ فرمایا ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی۔ مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھا لیا۔ ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی یاسیدی انا منھم انا فلانۃ المغنیۃ اے میرے آقا میں بھی تو انھیں میں سے ہوں میں فلاں ڈومنی ہوں مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا انت منھم تو بھی انھیں میں سے ہے اس پر سے بھی عذاب اٹھا لیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے

مزارات اولیاء کرام کی برکتیں

عرض۔ ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہیئے اور ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہیئے

ارشاد۔ ندوہ کھچڑی ہے پہلے بعض اہلسنت بھی دھوکے سے اس میں شامل ہو گئے تھے جیسے مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی اور مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور مولوی عبد الوہاب صاحب لکھنوی اس کی شناعتوں پر اطلاع پاکر یہ لوگ علحدہ

ندوہ کی کیا حقیقت ہے

ہو گئے۔ مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوۂ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے شعبان کا اخیر عشرہ تھا میں اپنی مسجد میں معتکف تھا میں نے خبر سن کر ان کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے۔

احمد السیرۃ حسن السریرۃ غیر شرکۃ الندوۃ المبیرۃ ۔ اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنے یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود۔ میری ان کی دوستی تھی ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس سے توبہ کر لی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے ہیں اور آپ ہوں گے یہ نہیں جانتا کہ پہلے آپ جائیں گے کہ پہلے میں۔ لکھنؤ کے جلسہ میں ابراہیم آری نے اپنے لکچر میں صرف لا اِلٰہ اِلّا اللہ پر مدار نجات رکھا مولوی عبدالوہاب[1] صاحب لکھنوی مع ہمراہیان یہ فرما کر اٹھ آئے کہ یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا یہاں تک کہ اس میں بد مذہب رہ گئے یا تو کھلے مرتدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سنی جو ان کو ارکین دین بناتے اور ان سے اتحاد مناتے ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری وہابی قادیانی رافضی سب اہل قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کو اسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے۔ ہم ایسے عقیدہ واہیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا قرآن عظیم فرماتا ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین ۝ مالکم کیف تحکمون ۝ کیا ہم مطیعوں کو مجرمین کے مثل کر دیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو اور فرماتا ہے افنجعل المتقین کالفجار کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مانند کر دیں اور فرماتا ہے لیسوا سواء سب ایک سے

ف: ایک شخص کی توبہ و اظہار

ف: ارکان ندوہ کی نادرستی عقائد

ف: ندوہ کا ایک باطل عقیدہ

---

[1] یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں انھوں نے ندوہ سے گریز کی اس لئے تو کلمہ گوئی کی شرط بھی تھی اور یہ سوا ج کیٹی ہیں ہمہ تن مصروف جس میں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور ایک بڑے مشرک کی سرداری کا ہے ۱۲

نہیں اور فرماتا ہے ہل یستوون کیا وہ سب برابر ہیں اور فرماتا ہے لا یستوی اصحب النار واصحب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون۔ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی کامیاب ہوں گے قرآن عظیم میں اس مضمون کی بکثرت آیات ہیں صدیق اکبر و فاروق اعظم پر رافضی تبرا بکتے ہیں۔ ندوی کہتے ہیں سنی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے۔ صرف ظنیات میں اختلاف ہے ذرا ذرا سی بات پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے تو اب نہ صدیق کی صحابیت قطعی نہ صدیق و فاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق و فاروق کا جنتی ہونا قطعی ہوا سب ظنیات ہو گئے روافض کا تبرا بکنا صدیق و فاروق کو گالیاں دینا ایک ذرا سی بات ہوئی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۞

عرض۔ جنت کی بھرتی کیا معنے۔

ارشاد۔ جنت بہت وسیع مکان ہے عرضھا السموت والارض ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کی چوڑان میں آجائیں اس کی وسعت اللہ و رسول ہی جانتے ہیں اس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنھوں نے اعمال صالحہ کئے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفضلی نہ وجوبی کہ کسی کو نہیں مولے تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے پھر ان میں اعمال صالحہ پیدا فرماتا ہے پھر اپنے کرم سے انھیں قبول فرماتا ہے پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت دیگا۔ یہ سب اس کا فضل ہی فضل ہے جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کرلیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو اپنے محض کرم سے اس میں بھریگا۔ یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل ان روحوں کو دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر ان مکانوں میں بسائے گا۔ یہ بہت آرام سے رہے نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا فقط اللہ و رسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لئے دار الجنان فسبحن واسع الرحمۃ

عرض۔ نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھدیا ہے

نہ دنیا کی بھرتی کیلئے

ف: بغیر اقرار رسالت اقرار توحید کافی نہیں

کہ نجات کے لئے صرف لا الٰہ الا اللہ کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ سے سند لاتے ہیں حدیث کا کیا مطلب ہے

ارشاد۔ حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر ہے لا الٰہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا علم ہے جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کہیے الحمد سات بار کہو یا قل ھو اللہ گیارہ بار کہو اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللہ مراد ہوں گی ہرگز نہیں بلکہ پوری سورتیں کا اختصار جن کے یہ نام ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لا الٰہ نہیں ہو سکتا تھا کہ نفی محض بلا استثناء تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا۔ یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بیشک صرف لا الٰہ الا اللہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ محمد رسول اللہ کی معاذ اللہ حاجت نہیں۔ کفر خالص ہے لا الٰہ الا اللہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس کی ذات جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب و نقائص کا عَلَم پاک واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں سچے رسول بھیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل الرسل و خاتم النبیین کیا وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اسی نے اللہ کو جانا اسی نے لا الٰہ الا اللہ مانا اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اُس نے نہ ہرگز اللہ کو جانا نہ لا الٰہ الا اللہ مانا مثلاً جو شخص لا الٰہ الا اللہ پر ایمان کا دعوےٰ رکھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے ایسے اللہ کو سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک ہے اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ پر ایمان وہی لائے گا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ف: حدیث من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کی تفسیر و تحلیل معانی

پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کرلو مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا حالاں کہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس اب بفضلہ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہو سکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعوی علم و معرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ و وہابیہ و مرزائیہ و امثالہم خذلہم اللہ تعالیٰ

عرض۔ ان لوگوں کی نسبت کہ اگر بد مذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد۔ ان کا شمار بھی انھیں میں سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ بلاشبہ انھیں میں سے ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں الاعداء ثلثۃ عدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک دشمن تین ہیں ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست یونہیں اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں ایک تو ابتداءً اس کے دشمن وہ کافر اصلی ہیں فان اللہ عدو للکفرین دوسرے وہ کہ محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ مرزائیہ وہابیہ روافض تیسرے وہ کہ ان کے دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں یہ سب اعداء اللہ ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ

عرض حضور ہم لوگوں کو بھی چاہیئے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں۔

ارشاد۔ ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے یہ ہمارا عین ایمان ہے۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی۔ ایک بار اپنے دہات کو گیا تھا کوئی دینی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا اس زمانہ میں

ف: کفار سے بیزاری کیسی ہونا چاہئے

معاذاللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا جب سلام پھیرا وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن کہ (خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکر و فریب میرے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کیا یہاں درد ہے مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت و نفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے ایسی عداوت رکھنا چاہیے۔

عرض - اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

ف: بدمذہبوں سے میل جول کی حدیث شریف میں سخت ممانعت ہے

ارشاد - حرام ہے اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل، رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم انھیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈالیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے انھا اکذب شیٔ اذا حلفت فکیف اذا وعدت نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں ہمیں اُس سے کیا نقصان ہوگا۔ وہاں جا کر ویسے

ہی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا" سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔ دوسری حدیث ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اُس کی نزع کا وقت آیا۔ لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا نہیں کہا جاتا پوچھا کیوں کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو انکے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو بُرا کہتے تھے اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہرگز نہ پڑھنے دیں گے یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیا اور سید الانبیا اور اللہ عزوجل تک۔

ف: اپنے نفس پر اعتماد نہ کرو کسی کی صحبت کا اثر ضرور آتا ہے

عرض۔ اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے

ارشاد۔ اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

ف: دشمنانِ دین سے کیسا برتاؤ چاہیئے

عرض۔ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے

ارشاد۔ سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا و زاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں

ف: مجذوب کی شناخت

اور جل تھل بھر دئیے ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جارہے تھے۔ اُدھر سے قاضی
شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انھیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو
حرام ہے مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور
زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے
تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لا یموت
ہے کہ کبھی نہ مریگا اور مجھے یہ بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی
سُرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو
دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے۔ صوفی صاحب تحقیق اور ان کا
مقلد زندیق۔

ف: پیاری مرضی سہاگ کے دوپٹاں اوڑھنے والے

عرض۔ سچے وجد کی کیا پہچان ہے

ارشاد۔ یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو حضرت سید ابو الحسین احمد نوری پر وجد
طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ہمعصر تھے کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت
عرض کی فرمایا نماز کا کیا حال ہے عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر
وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے فرمایا الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے (اس کے بعد فرمایا)
نماز جب تک عقل باقی ہے کسی وقت میں معاف نہیں۔ رمضان شریف کے روزے
حالت سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے اسی طرح
زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر
بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو لیا ہے اور نماز کا وقت
آگیا تو ابھی نفسا نہیں حکم ہے کہ گڑھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے
کہ بچے کو تکلیف نہ ہو یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں دیوار یا عصا یا کسی شخص کے
سہارے کھڑا ہو کر نماز ادا کرلے اور اگر اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام
فرض ہے اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے اگر بیٹھ بھی نہ سکے

ف: نماز عقل رہنے تک کسی وقت معاف نہیں

تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوجھ جاتے صحابہ کرام عرض کرتے حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں مولےٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے فرماتے افلا اکون عبداً شکوراً تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہوں یہاں تک رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا طٰہٰ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقٰی اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔ غرض نماز مرتے دقت تک معاف نہیں رب عزوجل فرماتا ہے واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین اے بندے اپنے رب کی عبادت کئے جا یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔ ایک صالحین سے تھے بہت ضعیف پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے ایک شب عشا کی حاضری میں گر پڑے چوٹ آئی بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں مجھے آزاد فرما ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنون تھے یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگرچہ لوگ انھیں پڑھتے نہ دیکھیں کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو اُس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔

نماز اگرچہ سیدی مجاذیب کی حکایت

عرض۔ مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں۔

ارشاد۔ حرام ہے حدیث میں فرمایا لعن اللّٰہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں

مردوں کے لئے چوٹی رکھنا کیسا

عرض۔ ولد الحرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں

ارشاد۔ اگر اس سے علم و تقویٰ میں زیادہ یا اس کی مثل جماعت میں موجود ہو تو اُسے امام بنانا نہ چاہیئے ہاں اگر یہی سب حاضرین سے علم و تقویٰ میں زائد ہو تو

ولد الحرام کی امامت

تو اسی کو امام بنایا جائے۔

عرض حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے۔

ارشاد - شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے اسلام میں جب کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو نفرت اور باعث تقلیل جماعت ہو اس کی امامت ناپسند ہے اگرچہ اس کا قصور نہ ہو و لہٰذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے رغبت جماعت ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوبصورت و خوش گلو ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے عوام بیچارے کس گنتی میں بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا کہ) عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہیے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلہ نہیں ہو سکتے اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ رب عز و جل نے اس پہاڑ پر ان کے لئے انار کا ایک درخت اگایا اور ایک شیریں چشمہ نکالا انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے چار سو برس اسی طرح گزارے ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے نہ چوری نہ اور کوئی قصور کر سکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے انھوں نے کہا آتنی اجازت دیجئے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں جاؤں قبض روح کر لینا انھوں نے فرمایا میں تمہارے لئے اتنی اجازت لایا ہوں۔ انھوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری رکعت کے سجدہ میں انتقال ہوا۔ بدن ان کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہم جب آسمان سے اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انھیں اسی طرح سربسجود دیکھتے ہیں۔ یہ بندۂ خدا جب

ف: جس شخص کی امامت سے لوگوں کو نفرت ہو اسے امام نہ بنانا چاہئے۔

ف: ایک عابد بزرگ کی حکایت

قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں حساب و میزان کی کیا حاجت رب العزت ارشاد فرمائے گا اذھبوا بعبدی الی جنتی برحمتی میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ اُسکے منہ سے نکلے گا "اے میرے رب بلکہ میرے عمل سے" یعنی میں نے عمل ہی ایسے کئے جن سے مستحق جنت ہوں ارشاد ہوگا لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو۔ اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو وزن کیا جائے گا ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی ارشاد ہوگا اذھبوا بعبدی الی ناری بعدلی میرے بندے کو میرے جہنم میں لے جاؤ میرے عدل سے اس پر گھبرا کر عرض کرینگے نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے ارشاد ہوگا اذھبوا بعبدی الی جنتی برحمتی میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرشش ہوگی۔ (اس کے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان فرمایا) سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا بعض مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کئے جائیں گے کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت انھیں نجات دلوادے گی۔ سزا اگر پوری ہولیتی تو نجات آپ ہی ہوتی شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انھیں بخشوالئے گی تو ثابت ہوا کہ سزا پوری نہ ہونے پائیگی (پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا رب العزت کا حکم ہوگا اس کا نامۂ اعمال اسے دیا جائیگا وہ تومار حد نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا اپنا نامۂ اعمال خود پڑھے گا وہ اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا اور کبائر کو چھوڑتا جائیگا۔ رب عزوجل فرمائے گا پڑھ لیا کہے گا ہاں سب پڑھ لیا فرمائیگا اے میرے فرشتو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو اس وقت چلا اٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے میں نے تو صرف صغائر پڑھے یہ سب

ف میزان قیامت کے لیے بعض اعمال اور وزن و اوقات

صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حدیث میں ہے جب آیہ کریمہ نازل ہوئی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی البتہ قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِذًا لَّا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی نار میں رہا۔ روز قیامت داروغہ دوزخ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کر دیں گے حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے رب عزوجل فرمائے گا جو کچھ تمھیں پہنچا تمھارے اعمال کا بدلہ تھا میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تم پھر جہنم میں چلے جاؤ ان میں سے ایک تو دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائیگا اور دوسرا آہستہ حکم ہوگا واپس لاؤ اس شتابی کو اور آہستگی کا سبب پوچھو۔ جلدی کرنے والا عرض کریگا اے رب میرے نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا کیا اب بھی نافرمانی کرتا دوسرا عرض کرے گا الٰہی مجھے امید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر مجھے پھر اس میں بھیجے گا حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لے جاؤ۔

ف: عالم کی صحبت میں بیٹھو

عرض۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے

ارشاد۔ حدیث میں تو یہ فرمایا ہے اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلک اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم یا عالم کی باتیں سننے والا یا عالم کا محب اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

ف: طلاق مغلظہ والی عورت بلا حلالہ رجعت شوہر پر حرام

عرض۔ زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دیدی علماء سے استفتا پوچھا حلالہ کا حکم ملا اگر بغیر حلالہ رجعت کرے۔

ارشاد۔ حرام قطعی ہے جب عدت گزر لے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزرے اس کے بعد زید سے نکاح ہو سکتا ہے بغیر اس کے زنا رخالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک صحابیہ کو ان کے شوہر نے مغلظہ طلاق دیدی۔ انکی بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور

بلا ہم بستر ہوئے خدمت اقدس میں جاکر عرض کی کہ اگر وہ طلاق دیدے تو اب میں پہلے سے نکاح کر سکتی ہوں ارشاد فرمایا لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک تو رب العزت نے یہ تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں لیکن پھر بھی خیال نہیں کرتے تین تو درکنار جب دینے پر آتے ہیں تو بے شمار طلاقیں دیتے ہیں۔

ف۔ طلاق [illegible] تازیانہ ہے

عرض حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے۔

ارشاد۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے ہاں بے حائل اس کے جسم کو بے شک ہاتھ نہیں لگا سکتا باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے۔

ف۔ عورت کے مرنے کے بعد مرد منہ دیکھ سکتا ہے کندھا دے سکتا ہے

عرض۔ زید اگر فوت ہو گیا منکوحہ نے اس کے روپے سے مسجد بنوا دی اور اسکے بہن بھائی کو محروم رکھا۔

ارشاد۔ اگر اس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا ورنہ اپنے مہر و حصہ سے زائد غصب ہے۔

عرض۔ اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد۔ یہ حسد ہے جو لیجاتا ہے جہنم میں رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجا لائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے ملنے کسی پر حسد کرنا رب العزۃ پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

ف۔ حسد کی برائی

ف۔ تعزیہ دیکھنا کیسا

عرض۔ تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے۔

ارشاد۔ نہیں چاہیئے ناجائز کام میں جس طرح جان ومال سے مدد کریگا یوہیں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے درمختار وحاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جنکو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔

ف۔ بندر اور ریچھ کا تماشا اور مرغوں کی پالی دیکھنا ناجائز ہے

حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی۔

ف۔ بزرگان دین کی تصاویر تبرک لینا بھی حرام ہے

عرض۔ بزرگان دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے؟

ارشاد۔ کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل وحضرت مریم کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انھیں دھو دیا۔

ف۔ نماز فجر میں دعا قنوت

عرض۔ نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے

ارشاد۔ اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہو اور سخت نازلہ عام ہو اور سخت بلا اللہ پناہ میں رکھے طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد وسورہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر امام دعا قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں یا آمین کہیں

ف۔ ارکان وضو کی تفصیل مع اوعیہ

عرض۔ وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے

ارشاد۔ وضو کرنے جب بیٹھے پہلے بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک

ف۔ طریقہ وضو مسنون مع احتیاط

تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین
بار پھر الٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں
کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں
اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنت
مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے جلدی جلدی تین بار ہچ ہچ
کر لیا یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا لیا ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی
ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گنہگار و فاسق ہوتا ہے
اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو
میں سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے ڈاڑھی اگر ہے تو خوب تر کرے کہ اگر ایک بال
کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منہ پہ پانی لمبائی میں پیشانی
کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری
لو تک پانی بہائیں۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی
تک برابر پڑتی چلی جائے یہ نہ ہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا
چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے اس کا لحاظ ضروری
ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی
حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔ پھر سر کے بالوں کا مسح کرے چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے
اور پورے سر کا سنت ہے۔ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین
انگلیوں اور انہیں کے مقابل ہتیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا
ہوا لیجائے۔ پھر ہتیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں
کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت
کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصہ کا گلے پر ہاہر ہاتھ نہ لائے کہ بدعت ہے
پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے۔ کلی

ف۔ کلی کرنے کے وقت کی دعا

کرتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ

عِبَادَتِكَ ۔ الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت پر ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِي رَائِحَةَ النَّارِ ۔ الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا۔ منہ دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۔ الٰہی میرا منہ اُجالا کر جس دن کچھ منہ اُجالے ہوں گے اور کچھ کالے ۔ داہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِيْنِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَّسِيْرًا ۔ الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے ۔ بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي ۔ الٰہی میرے نامۂ اعمال میرے اُلٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے ۔ سر کا مسح کرتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ ۔ الٰہی مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا ۔ کانوں مسح کرتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔ الٰہی مجھے ان میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں ۔ گردن کے مسح میں کہے اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ ۔ الٰہی میری گردن دوزخ سے آزاد فرما ۔ سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ ۔ الٰہی میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں ۔ الٹا پاؤں دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُوْرًا وَّسَعْيِي مَشْكُوْرًا وَّتِجَارَتِي لَنْ تَبُوْرَ ۔ الٰہی میرے گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر اور ہر عضو دھونے کے بعد درود شریف پڑھے ختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ الٰہی مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دئے جائیں گے (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا ایک عالم میرے ساتھ تھے ۔ فجر کی نماز

ف: ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا
ف: کلی کرتے وقت کی دعا
ف: بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا
ف: داہنا ہاتھ دھوتے وقت کی دعا
کانوں کا مسح اور اس کی دعا
ف: مسح کرتے وقت کی دعا
ف: سیدھے اور الٹے پاؤں دھوتے وقت کی دعا
ف: گردن کے مسح کرتے وقت کی دعا
ف: بعد وضو پڑھنے کی دعا

کے لئے انھوں نے وضو کیا بھووں سے چہرہ پر پانی ڈالا جب ان سے کہا گیا تو فرمایا
کہ جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے میں نے کہا تو بلا وضو ہی پڑھیئے گا۔ مجھے خیال
رہا ظہر کے وقت دیکھا۔ اُنہوں نے اس وقت بھی ایسا ہی کیا میں نے کہا اب تو وقت
نہ جاتا تھا۔ آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے غسل میں جس قدر احتیاط چاہیے
آج کل اتنی ہی بے احتیاطی ہے اللہ معاف فرمائے (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں
کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں۔ حالاں کہ حکم ہے کہ پیٹ لگے ایک انگلی
کا پیٹ لگنا فرض اور سب کا سنت ہے پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں
حالاں کہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہیئے عموماً دیکھا جاتا ہے
کہ رکوع سے ذرا سر اُٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے سجدہ سے ایک بالشت سر اٹھایا
یا بہت ہوا ذرا اٹھالیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہو گیا۔ حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا
چاہیئے۔ اس طرح اگر ۶۰ برس نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔ ایک شخص مسجد اقدس میں
حاضر ہوا اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہو کر سلام عرض کیا فرمایا
وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی انھوں
نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی پھر یہی ارشاد ہوا آخر میں اُنھوں نے عرض کی قسم اس کی جس نے
حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے حضور فرمائیں "فرمایا" رکوع و سجود
باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ"

عرض حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لیے
کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ کافر ہے کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان
رہے گا۔ اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیو کو کیا تو کافر ہو جائے گا۔ گلاب میں ایک
قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک۔ اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہو گیا
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے
اٹک گئی ہے زید ابن لصیت منافق نے کہا محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ ناقہ

نماز کی شرطوں کی احتیاط بھی کہ ان کے بغیر نماز نہ ہوگی

مسلمان ہونے کا معیار

فلاں جنگل میں ہے حضور غیب کی خبر کیا جانیں قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ تم فرمادو کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد اللہ نے ۹۹ نہ گنیں ایک گنی ارشاد علما یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے سو معنے ہو سکتے ہوں ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف آتا ہو اُس کے کفر کا حکم نہ کرینگے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا مسئلہ تو یہ تھا اور بے دینوں نے کیا سے کیا کر لیا اس کا بہت واضح و روشن بیان ہماری کتاب تمہید ایمان بآیات القرآن میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہو گیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآن عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہو چکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہٖ یہی تقویت الایمان میں لکھا کہ "غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر۔

ف: مرثیے سننے کا حکم

عرض محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں۔

ارشاد۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کتاب "آئینہ قیامت" میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہیے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے

ف: ذکر شہادت میں رقت آنا کیسا

عرض۔ اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا۔

ارشاد۔ رقت آنے میں حرج نہیں باقی رافضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ نیز حق سبحانہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔

ف: نعلین کی روایت موضوع ہے

عرض۔ یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وادی

ایمن میں نعلین شریف آتارنے کا حکم ہوا تھا فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہو گی۔

ارشاد۔ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے

عرض۔ شب معراج میں جب براق حاضر کیا گیا حضور آبدیدہ ہوئے حضرت جبریل نے سبب پوچھا فرمایا آج میں براق پر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کریگی بہ تقاضائے محبت و شفقت امت کے موافق نہیں ارشاد باری ہوا یوں ہیں ایک ایک براق بروز حشر تمہارے ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ بالکل بے اصل ہے ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل و بیہودہ ہیں کیا کہا جائے

عرض۔ کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد۔ ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے رب العزۃ نے اس سے فرمایا تھا وشارکھم فی الاموال والاولاد مال و اولاد میں ان کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پیے اس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے حدیث میں ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان و شیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بسم اللہ علیٰ اولہ واٰخرہ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھنا طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر ہی پاتا ہو گا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا اُس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا بھوک پیاس میں حقہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض۔ بدگمانی کیا حرام ہے

ارشاد۔ بے شک۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔ اور حدیث صحیح میں فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لیے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ۔ شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا شفیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہولیے راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لیکر تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا انھیں انکار کا چارہ نہ ہوا جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے نہ سنے ایک روز شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام شریف میں کہ وہی صاحب بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے ہیں لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں کسی نے کہا ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر صادق جب تخلیہ ہوا انھوں نے عرض کیا حضرت یہ کیا بات ہے راہ میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا۔ اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لئے۔

عرض۔ حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد۔ خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے غیروا ھذا الشیب ولا تقربوا السواد اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی

ف: بدگمانی کی حرمت اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ایک دلچسپ حکایت

ف: خضاب سیاہ حرام ہے اس کی کامل تحقیقات

کے پاس نہ جاؤ سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے یاتی ناس یخضبون بالسواد
کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے
جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے۔ تیسری حدیث
میں ہے من اختضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب
کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا چوتھی حدیث میں ہے الصفرۃ
خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب
مؤمن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا پانچویں حدیث میں ہے
ان اللہ یبغض الشیخ الغربیب اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوے کو چھٹی
حدیث میں ہے اول من اختضب بالسواد فرعون سب سے پہلے جس نے سیاہ
خضاب کیا فرعون تھا دیکھو فرعون کاہے میں ڈوبا نیل میں یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے
ہیں۔ سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خودستائی
ان کو جائز ہے اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہننا جائز ہے
چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا ان کو جائز ہے اور دل
کو یہ سب باتیں حرام ہیں فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے اس میں سیاہ خضاب
داخل ہے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد تھے انہیں جائز تھا تم کو حرام ہے

عرض۔ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔

ارشاد۔ بلاشبہ

عرض۔ اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں

ارشاد۔ جہالت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث صحیحہ میں
ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر
جو مردوں سے اور تشبہ کے لئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں ایک ہی
بات میں مشابہت کافی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت
کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جا رہی ہے اس پر بھی یہی فرمایا

ف جاہل سے مرید ہونا حرام ہے

ف مرد کو عورت کے سے بال رکھنا حرام ہے

کہ اُن عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیز ہیں اور یہ خاص جزو بدن تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گُندھوانا اور زیادہ اور اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر حضرت سیدی محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے تشبہ نہ کیا تھا ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اور اس کے لئے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علما واجلہ سادات تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے ایک بار سر راہ بیٹھے تھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی اُنھوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا حضرت خواجہ نے فرمایا سید فروتر۔ سید اور نیچے بوسہ دو انھوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا فرمایا سید فروتر۔ انھوں نے گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا سید فروتر۔ انھوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکاب مبارک سے جدا کرکے حضرت تشریف لے گئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا۔ انھوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرمادیا۔ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ عالم ناسوت منکشف ہوگیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا جب گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا۔ لاہوت کا انکشاف ہوگیا۔ اس ایک گیسو کو ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا اور اسے ایسی تجلی رحمت نے

ف حضرت سیدی گیسو دراز کی حکایت

بڑھایا تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کیا علاقہ۔ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ اتنا دراز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز اس کی سند ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرما دیا۔ ماں نے برکت کے لئے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا۔ محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے اسے بھی تشبہ سے بھی کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لئے تھا۔

عرض۔ حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں۔

ارشاد۔ حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے اب دیکھو نا یوں وزنہار و نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں بعض منہار تو سید اور ابن شیر خدا بن بیٹھے۔

عرض۔ روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ارشاد۔ ناجائز ہے۔ ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین تجھے اگر شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اُن سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے

فائدہ: نسل میں عیب یعنی خطا ہوتی ہے اور کم اصل سے وفا نہیں
فائدہ: سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے
فائدہ: رافضی سے نکاح جائز نہیں اور سلام کلام سب حرام

یاتی قوم لهم نبز یقال لهم الرافضة لایشهدون جمعة ولا جماعة ویطعنون علی السلف فلا تجالسوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تناکحوهم و اذا مرضوا فلا تعودوهم واذا ماتوا فلا تشهدوهم الحدیث ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا انھیں رافضی کہا جائیگا۔ نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو بُرا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ اُن کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہت کرنا بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا۔ مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔ عمران بن حطان رقاشی اکابر علماء محدثین سے تھا اس کی ایک چچا زاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کر لیا علماء کرام نے سن کر طعنہ زنی کی کہا میں نے تو اس لئے نکاح کر لیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا ایک سال نہ گزرا تھا کہ خود خارجی ہوگیا ؎

شد غلام کہ آب جو آرد　　　　آب جو آمد و غلام ببرد

ع شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی قادیانی دیوبندی نیچری چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا رخالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے احکامهم احکام المرتدین اسی میں ہے لا یجوز نکاح المرتد مع مسلمة ولا کافرة اصلیة ولا مرتدة وکذا لا یجوز نکاح المرتدة مع احد

عرض۔ حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اس سے نہ ملا جائے۔

ارشاد۔ تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے وہ تہذیب نہیں تخریب ہے

ف: آجکل کے رافضی نیچری وہابی دیوبندی اور قادیانی چکڑالوی نیچری [illegible] مرد و عورت کا [illegible] سے نکاح نہیں [illegible]

ف: بدمذہب سے [illegible]

اور اگر اسلامی تہذیب مقصود تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور بھاگو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈالدیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا اُسے کھانا منگا کر دیا۔ مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھوا لیا اور اسے نکال دیا۔

مؤلف۔ یہ واقعہ ۲۸ رجب سنہ ۱۳۳۷ھ روز جمعہ قریب عصر کا ہے اس جلسے میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو بدمذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ حضور پرنور کے یہ گراں بہا نصائح سن کر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفریں کر رہے تھے اور کبھی کسی گوشہ سے توبہ و استغفار کی آواز آجاتی تھی۔ اسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہو کر دوسرے صاحب سے کہا آپ کو اکثر اوقات بدمذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کر لیجئے۔ یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آگرے اور صدق دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر مخفی کی مخفی اور آشکارا کی آشکارا سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت کرامت فرمائے جو داڑھی منڈاتے یا کتر واتے ہوں یا چرھلاتے یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسی ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہوں انھیں علانیہ توبہ کرنا چاہیئے اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کئے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے۔ حضور

پُرنور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نثار ہوتے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ و علانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے عجب سماں تھا حضور پُرنور خود بھی نہایت گریہ و زاری کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت میں مصروف تھے۔ جب سب لوگ تائب ہو چکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ میرا جبلپور آنا اور اتنے دنوں قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا کہ) مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کر لی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے ان کی فہرست درج ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

نشہ گناہ کا اعلان گناہ سے

فہرست تائبین

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی	نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خاں صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ	۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	حلق لحیہ
۲	قاسم بھائی صاحب	〃	حلق لحیہ	۱۲	اللہ بخش صاحب	تمرہائی	〃
۳	دادا بھائی صاحب	〃	〃	۱۳	عزیز محمد صاحب	محلہ کھٹک	〃
۴	سیٹھ عبدالکریم صاحب	〃	〃	۱۴	عزیز الدین صاحب	〃	〃
۵	عمر بھائی صاحب	〃	〃	۱۵	عبدالجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	〃
۶	عبدالشکور صاحب	〃	〃	۱۶	عظیم الدین صاحب	محلہ کھٹک	〃
۷	حافظ عبدالحمید صاحب	کمانیہ پھاٹک	〃	۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی پور	〃
۸	عبدالغنی صاحب	گلہائی	〃	۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	〃
۹	بابو عبدالشکور صاحب	ابہ نیگنج	〃	۱۹	سلیمان خاں صاحب	پل ادمتی	〃
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلہ کھٹک	〃	۲۰	اولاد حسین صاحب	چھوٹا تالاب	〃

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	حلق لحیہ
۲۲	تراب خانصاحب	"	"
۲۳	حبیب اللہ صاحب	چھوٹا تالاب	"
۲۴	محمد حنیف صاحب	پیشکاری	"
۲۵	منشی رعایت علی صاحب	بھان تلیہ	خضاب
۲۶	منشی عبدالحلیم صاحب	"	حلق لحیہ
۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	"
۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	"	"

ان حضرات نے اپنے خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	مولوی شفیع احمد صاحب	بیسلپوری	.
۲	عبدالمجید صاحب	.	.
۳	شیخ باقر صاحب	.	.
۴	ایوب علی صاحب	.	.
۵	عبدالرحمٰن صاحب	.	.
۶	محمد ذاکر صاحب	.	.
۷	عبدالکریم صاحب	.	.
۸	عظیم الدین صاحب	.	.
۹	محمد حسین خانصاحب	.	.
۱۰	عبدالصمد خانصاحب	.	.
۱۱	محمد عثمان خانصاحب	.	.
۱۲	عبدالرحیم خانصاحب	.	.
۱۳	نور خاں صاحب	.	.
۱۴	غلام محمد خانصاحب	.	.
۱۵	عبدالسبحان صاحب	.	.
۱۶	خان محمد صاحب	.	.
۱۷	محمد فاروق صاحب	.	.
۱۸	قاضی قاسم میاں صاحب	.	.
۱۹	محمد حسین صاحب	.	.
۲۰	اللہ بخش صاحب	.	.
۲۱	ملائم خاں صاحب	.	.
۲۲	غلام حیدر صاحب	.	.
۲۳	عبدالغفار صاحب	.	.
۲۴	محمد جان صاحب	.	.
۲۵	محمد رمضان صاحب	.	.
۲۶	رستم خاں صاحب	.	.
۲۷	حکیم عبدالرحیم صاحب مذاق	.	.
۲۸	ملا محمد خانصاحب	.	.
۲۹	محمد اسحٰق صاحب	.	.
۳۰	لعل محمد صاحب	.	.
۳۱	مقبول شاہ صاحب	.	.

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۳۲	عبدالستار صاحب
۳۳	قناعت علی صاحب
۳۴	علی محمد صاحب
۳۵	حاجی کفایت اللہ صاحب
۳۶	مولوی عبدالباقی صاحب
	برہان الحق صاحب صاحبزادہ مولانا
	مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب جبلپوری
۳۷	میر عبدالکبیر صاحب
۳۸	مولوی محمد زاہد صاحب برادر زادہ مولانا
	مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب
۳۹	محمد فضل حق صاحب } برادر زادۂ
۴۰	ظہور الحق صاحب } مولانا موصوف
۴۱	ماسٹر حبیب اللہ صاحب
۴۲	عبدالرشید صاحب
۴۳	عبدالمجید صاحب
۴۴	حسین استاد صاحب
۴۵	عبدالغفور صاحب
۴۶	محمد عثمان صاحب
۴۷	جناب حافظ عبدالشکور صاحب
	برادر مولانا موصوف
۴۸	مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب

نمبر شمار	اسمائے گرامی
	خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ
	متع اللہ المسلمین بطول بقائہ
۴۹	فیروز خاں صاحب
۵۰	احمد خاں صاحب ولد غلام حسین
	خاں صاحب
۵۱	حافظ کریم بخش صاحب
۵۲	شیخ حاتم علی صاحب ملازم جاپان کمپنی
	(توبہ کرتے وقت بیعت بھی ہوئے۔
۵۳	شیخ بہادر صاحب مؤذن
۵۴	محمد تقی صاحب
۵۵	منوں خاں صاحب
۵۶	خدا بخش صاحب
۵۷	مدار صاحب
۵۸	رحمت علی صاحب
۵۹	عبدالقدیر صاحب عرف بنّے صاحب
	برہان پوری
۶۰	امیر خاں صاحب
۶۱	محمد بشیر الدین صاحب موضع پوڑی
	ضلع دموہ
۶۲	محمد ابراہیم صاحب
۶۳	شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر

نمبر	اسمائے گرامی	نمبر	اسمائے گرامی
۶۴	بدیع الرحمٰن صاحب	۶۸	عبدالرحیم صاحب پُل اومتی
۶۵	شیخ امیر صاحب	۶۹	عبدالشکور صاحب امام مسجد پُل اومتی
۶۶	شیخ محبوب صاحب		
۶۷	عبدالرحمٰن صاحب		

جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انھیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے۔

ف انگوٹھی کے متعلق شرعی احکام

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوئے ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہننا حرام ہے۔ صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

ف داڑھی چڑھانے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار ہیں

عرض۔ داڑھی چڑھانا کیسا ہے

ارشاد۔ حدیث میں ہے من عقد لحیتہ فاخبروہ ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم منہ بری جو شخص داڑھی باندھے اسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

ف سودخوار کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا۔

عرض۔ سودخوار کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا۔

ارشاد۔ ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو اُن کی حالت نظر آئے ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں رکھے۔ حدیث صحیح میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھو سواء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ دوسری حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الربوا ثلاثۃ وسبعون حوبا ایسرھن ان یقع الرجل علی امہ سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو جسے اللہ مٹائے وہ کیوں کر بڑھ سکتا ہے حدیث میں ہے من اکل درھم ربوا وھو یعلم انہ ربوا فکانما زنی بامہ ستا وثلثین مرۃ جس نے دانستہ ایک درم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا درم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض۔ حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے

ارشاد۔ اس میں کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے بال سیاہ نہ ہو جائیں گے بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔

کسی دوا کے کھانے سے سفید بال سیاہ ہو جائیں تو حرج نہیں۔

ایک روز بعد فراغ نماز عشا لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کیا حضور ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اول وآخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورہ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجیے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجیے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر

حسن خاتمہ کے لئے دعائیں

سورہ کافرون تلاوت کریں کہ خاتمہ اسی پر ہو انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ

مؤلف۔ شہر جبلپور ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ممالک متوسط میں واقع ہے نہایت خوشنما صاف شفاف ہے قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بنادیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھرتا شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے نہایت عجیب دیر نضا منظر ہے دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے یہاں ایک مقام پر پانی جمع ہو کر ایک ایسے درّہ میں گرتا ہے جو تقریباً دو بانس نیچا ہے اس مقام کا نام دھواں دھار ہے اول تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اڑنا ایک عجیب لطف دیتا ہے۔ دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پل پر جارہی ہے پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام دُھواں دھار رکھا ہے وہاں کے مخلصین نے حضور پر نور سے اس عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار بسیار منظور ہوگئی۔ دھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جوگنی ملی (یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی چار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر درحقیقت چوراسی ہیں۔ ہر در میں ایک بت کا پتھر تراشا ہوا ہے حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے کسی کی ناک ندارد ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دوبارہ فرمادیا ہے یہ مقام اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لئے کشادہ سڑکیں تعمیر ہوگئی ہیں ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہوگا۔ اور ایک یہ ہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اتنے دشوار گزار ہونے کے اگر ان میں کوئی بت بغرض عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان

عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لئے ہوئے ہے۔ اس کی سیر بھی ہوئی حضور نے حسب عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا لَّا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ پڑھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث روایت فرمائی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سنے اور اس وقت یہ دعا پڑھے اعطی من الاجر بعدد المشرکین والمشرکات ــ دنیا میں جتنے مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ دعا تعلیم فرمادی ہے کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھکر پڑھتے ہیں جبلپور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں۔ قریب زمانہ میں بعض ہنود نے ان شکستہ بتوں کی مرمت کرادی تھی گورنمنٹ کو خبر ہوئی پھر بدستور تڑوا دیے اور پتھر پر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگا دیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو بدلے یا بگاڑیگا جیل خانے بھیجا جائے گا اور پانچہزار جرمانہ ہوگا۔ الحمد للہ یہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے انار اللہ برھانہ وادخلہ جنانہ

غرض وہاں سے فارغ ہوکر دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دوپہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس درہ کی سیر فرمائی یہ درہ پانی نے سنگ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کیا ہے۔ دور تک دورویہ سنگ مرمر کے پہاڑ سربفلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک جگہ کنارہ دیکھا جو غالباً ۸ گز چوڑا تھا اس ہیبت ناک منظر کا نام برادر مکرم مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب نے فی البدیہ دہان مرگ رکھا۔ کشتی نہایت تیز جارہی تھی۔ لوگ آپس میں مختلف باتیں کررہے تھے ـــ اس پر ارشاد فرمایا ان پہاڑوں کو کلمۂ شہادت پڑھکر گواہ کیوں نہیں کرلیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کرلیا کرتے اسی طرح

ف: شعائر کفار کو دیکھ یا آواز سن کر یہ دعا پڑھے

ف: پتھر شہادت کرتے ہیں

جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے۔ بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے۔ ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بن کر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیے اور کہا ہم اس کے کلمہ شہادت کے گواہ ہیں انھوں نے نجات پائی تو جب ڈھیلے پہاڑ بنکر حائل ہو گئے تو یہ تو پہاڑ ہیں۔ حدیث میں ہے شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا ہو وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھ پر فضیلت ہے۔

مؤلف۔ یہ سنتے ہی سب لوگ بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے مسلمانوں کی زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہو کر پہاڑوں میں گونج گئی۔

عرض۔ حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لئے چلے اسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے اور اس کی نماز فجر نہیں ہوئی تو وہ خطبے کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کریگا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہوں وہ صاحب ترتیب ہے۔ اسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھکر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسا ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہوگی۔

عرض۔ اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام پورے ہو چکے ہوں تو اس کا شوہر بخیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے یا نہیں

ارشاد۔ نیت اگر اس کی یہی ہے تو کوئی حرج نہیں وبا سے بھاگنے پر ٹھکانا جہنم میں ہے ویسے اپنی ضروریات کے لئے جانے آنے کی ممانعت نہیں۔

عرض۔ خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہو اور وہ مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانا سننے کا۔

ارشاد۔ فاسق ہے۔

عرض۔ حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے خود حدیث میں ارشاد ہوا مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ دوسری حدیث میں ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی ایک تو یہ ادائے واجب۔ دوسرے قبول توبہ تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کر دی بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے۔ لہٰذا ان کے لئے طریقۂ اسلم احتراز ہی ہے

بدریا در منافع بیشمار است اگر خواہی سلامت بر کنار است

عرض۔ کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا اس کا لمپ اگر فروخت کیا جائے

ف۔ عورتوں کا مزارات پر جانا کیسا

ف۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کی چار عظیم خوبیاں

تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں داخل ہوگی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی۔

ارشاد۔ اول تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اُس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو حرج نہیں اور وہ جب تک ثابت و قابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیئے۔

پھر چند مسائل متعلق احکام مسجد بیان فرمائے

(۱) جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

(۲) مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَنَوَيْتُ سنتَ الْاِعتکاف کر لو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملیگا اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہو جائے گا۔

(۳) بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہِ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں۔ وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

(۴) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتی کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

(۵) وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ گرے
(٦) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔
(۷) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے اسی طرح کھانسی
کان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یکرہ العطسۃ الشدید ۃ فی
المسجد نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے
اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ
غیر مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے
حدیث میں ہے ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی، فرمایا کف عنا جشاءک
فان اطول الناس جوعاً یوم القیمۃ اطولھم شبعا فی الدنیا ہم
سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے۔ وہ
قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے اور جماہی میں آواز نکلنا
تو کہیں نہ چاہیئے اگرچہ غیر مسجد میں وہ تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے جماہی جب
آئے حتی الامکان منہ بند رکھو منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ یوں
نہ رُکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبا لو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان
منہ کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لو۔ یونہی نماز میں بھی۔ مگر حالتِ
سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون
جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہی بضرورت بدلا الٹا اپنی محل
سنت پر ثابت رہا۔ جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے جب جماہی آنے
کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل
احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم چھینک اچھی
چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے حدیث میں تو یہ
ارشاد فرمایا العطسۃ عند الحدیث شاھد عدل بات کے وقت
چھینک عادل گواہ ہے یعنی کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق و کذب معلوم نہیں

اور اُس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہٰذا چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون ہوا۔ بہت لوگ صرف الحمد للہ کہتے ہیں پورا کلمہ کہنا چاہیئے الحمد للہ رب العالمین حدیث میں ہے جو چھینک پر الحمد للہ کہے فرشتہ کہتا ہے ربّ العالمین یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے اور جو کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین فرشتہ کہتا ہے یرحمک اللہ تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعاء رحمت یہ ملائکہ کے لئے ہے۔ آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الٰہی بجالائے اگرچہ صرف الحمد للہ کہے یہ یرحمک اللہ کہے پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یغفر اللہ لنا و لکم اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل و اکمل صیغہ حمد کا یہ ہے الحمد للہ رب العالمین علی کل حال ما کان من حال وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و اھل بیتہ اسے امام شمس الدین سخاوی نے القول البدیع فی الصلاۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا یہاں ایک حدیث زبان زد ہے موطنان لا اذکر فیہما العطسۃ والذبح دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح اجلہ علما نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستثنیٰ فرما دیا مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں بطور برکت میں اصلا مضائقہ نہیں مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر وصلے اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ بلکہ فتاوے امام اجل قاضی خاں میں اس کا جواز بھی مصرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دنبہ کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللّٰھم عن محمد و اھل بیتہ دوسرے

کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللّٰھم عمن لم یضح من اُمتی یہ اس کی طرف سے ہے جس نے میری امت میں سے قربانی نہ کی مسلمانوں اپنے نبی رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت دیکھو حدیث میں ارشاد ہی استفرھوا ضحایاکم فانھا مطایاکم علی الصراط۔ فربہ و تر و تازہ قربانیاں کرو۔ کہ وہ پلصراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروروں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہونگے یا ان پر قربانی واجب نہ ہونیکے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہجائیں ان کی طرف سے خود قربانی فرمادی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو ان کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم ؎

کمر بستن ابکارِ امت خود اینچنیں باید ببیں در نام او گنجیدن میم مشدد را

میں ہمیشہ سے روز عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے اور اب اس سنت کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کرلی ہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ تا بقاء زندگی اپنے ان اہل سنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا جنھوں نے قربانی نہ کی خواہ گزر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں۔ ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان چھینک کے حمد الٰہی بجالائے تو ہر سننے والا یرحمک اللہ کہے اس قید کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی یا دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا غرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار الحمد للہ کہے اُسے یرحمک اللہ کہنا جائز نہیں ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہی کہ حدیث میں ہے من سبق العاطس بالحمد للہ امن الشوص واللوص والعلوص جو چھینکنے والے سے پہلے حمد الٰہی بجالائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے

درد سے محفوظ رہے گا غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے
حدیث میں اسے بھی شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے یہ سارا بیان اتفاقی
چھینک کی نسبت ہے زکام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا
ان میں بھی تہذیب ہے اور مسجد میں اس کی زیادہ تاکید

(۸) مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا
ہو تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہیئے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے
ہوئے دوسرے راہ گیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں
یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

(۹) تمسخر ویسے ہی ممنوع اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے
ہاں موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

(۱۰) فرش پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھدے موسم گرما میں لوگ
پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے
چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے

(۱۱) مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہٰذا معتکف کو چاہیئے
کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت
کے سوا کسی وقت اخراج کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لئے باہر نہ جا سکیگا۔

(۱۲) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ
خلاف آداب دربار ہے حضرت ابراہیم قدس سرہ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے پاؤں
پھیلا لیا۔ گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور
میں یوں نہیں بیٹھتے ہیں معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

(۱۳) استعمالی جوتہ اگر پاس ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے۔ ادب و
توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتہ پہن سکتا ہے اور اسے
پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے جبکہ پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں

کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے۔ بحر الرائق میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے۔ استعمالی پہن کر دروازہ مسجد تک جاتے دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔

(۱۴) مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں کیسا شدید ظلم ہے وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں سودا دیں تو دور سے ڈال دیں پیسے لیں تو الگ رکھوالیں حالاں کہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے۔ تم اُن نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہارے ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں اللہ ہدایت فرمائے۔

الملفوظ حصہ دوم تمام ہوا

(مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی)